The Housewife's Companion

Rev. Amos Masih

0.35

رفیقِ نسواںؐ

مصنفّہ

مسز ایف۔ ڈی۔ وارث صاحبہ

بی۔اے۔بی۔ٹی، ایچ۔پی

پنجاب ریلجس بک سوسائٹی

انارکلی

لاہور

رفیقِ نسواں

جس میں

مسیحی خواتین کے فرائضِ خانہ داری مندرج ہیں

مصنّفہ

مسز الیف۔ڈی۔وارث صاحبہ بی اے۔بی۔ٹی

پنجاب ریلیجس بُک سوسائٹی

انارکلی۔لاہور

بار اوّل سنہ ۱۹۵۸ء تعداد ۱۰۰۰

پیش لفظ

(بقلم تقدس مآب جناب بشپ صاحب - لاہور)

مسز ایف - ڈی - وارث صاحبہ کی لکھی ہوئی اس کتاب پر پیش لفظ لکھتے ہوئے مجھے بیحد مسرت محسوس ہوتی ہے، اس لئے کہ عین ایسی ہی ایک کتاب کے لئے ہم عرصۂ دراز سے چشم براہ تھے - بہت تھوڑے لوگ ہیں جو "مسیحی گھر" کے موضوع پر ایسی ہی قابلیت سے لکھنے کے اہل ہیں جیسی مسز وارث صاحبہ اور آپ نے اپنے مخصوص دلکش انداز میں ایک ایسی دلچسپ کتاب سپرد قلم فرمائی ہے جو ہماری مسیحی جماعتوں کے عام شرکاء کے لئے ازبس مفید ثابت ہوگی - یہ کتاب مسیحی رہنماؤں کے لئے بھی کچھ کم فائدہ رساں نہ ہوگی اور مجھے امید واثق ہے کہ وہ بکثرت اس کا مطالعہ کرینگے - "مسیحی گھر" کے موضوع کے علاوہ شاید ہی کوئی اور موضوع اتنا اہم اور ضروری ہوگا - سیاسی اور اقتصادی پابندیاں ہمارے مسیحی اداروں حتی کہ ہماری کلیسیائی خدمت پر بھی نہایت بُری طرح اثر انداز ہو سکتی ہیں - لیکن "مسیحی گھر" ہی وہ واحد ادارہ ہے جس کی اہمیت تا ابد برقرار رہیگی کیونکہ دُنیا بھر کی کوئی طاقت نہ تو اس کی ہستی کو نیست کر سکتی، نہ اُس وعدۂ ربانی کو فسخ کر سکتی ہے کہ جہاں دو یا تین بھم گر مجتمع ہوں، وہاں مسیح اُن کے بیچ میں ہوگا - ان تشویشناک ایام میں ہم پر واجب ہے کہ ہم اپنے مسیحی گھروں میں بچوں کی اخلاقی اور روحانی نشو و نما کی طرف اپنی خاص توجہ منعطف کریں - اگر ہمارے گھر مسیحی ایمان اور گواہی میں پختہ ہونگے تو خدا کی کلیسیا باوجود گوناگوں دشواریوں اور اذیتوں کے برابر پھولتی، پھلتی اور پھیلتی چلی جائیگی ❊

(دستخط) لارنس لاہور

فہرست مضامین

تمہید

حقیقی مسیحی نسوانیت

"عزت و حرمت اُس کی پوشاک ہیں..... اُس کے مُنہ سے حکمت کی باتیں نکلتی ہیں"۔ (امثال ۳۱: ۲۵، ۲۶)

عہدِ عتیق میں نیک بیوی اور ماں کی بہترین تصویر سلیمان بادشاہ ایسے ماہر مصوّر کا شاہکار رہے۔ خُداوند تعالیٰ نے عورت کو مرد کی رفیقۂ حیات ہونے اور نسلِ انسانی کو برقرار رکھنے کے لئے پیدا کیا ہے۔ لہٰذا عورت کے فرائضِ منصبی اس قدر اہم ہیں کہ اُن کی انجام دہی کے لئے اُسے ہر روز بلکہ ہر وقت خداوند تعالیٰ سے ہدایت و رہنمائی اور مدد کے لئے درخواست کرنے کی اَزبس ضرورت ہے۔ قدم قدم پر نہ صرف ہدایت بلکہ حکمت و فہم بھی درکار ہے۔ مُقدّس یعقوبؔ اپنے خط کے پہلے باب میں کہتا ہے "اگر تم میں سے کسی میں حکمت کی کمی ہو تو خُدا سے مانگے جو بغیر ملامت کئے سب کو فیاضی کے ساتھ دیتا ہے"۔ (یعقوب ۱: ۵)۔

چونکہ عورت کی تخلیق کی دو خاص وجوہ ہیں اِس لئے یہ کتاب بالخصوص اُن خواتین کے لئے تصنیف کی گئی ہے جن کو بیوی ہونے اور ماں بننے کا شرف حاصل ہے۔ ہم پھر آپ کی توجّہ عورت کی اُس تصویر کی جانب مبذول کرتے ہیں جو امثال ۳۱ باب میں کھینچی گئی ہے۔ اُسے ایسی بیوی ہونا ہے جس پر اُس کے شوہر کو اعتماد ہو اور ایسی ماں جس کے بیٹے اُٹھ کر

اُس کو مُبارک کہہ سکیں - ہر بیوی اور ماں کا یہی نصبُ العین ہونا چاہیئے۔ مسیحیّت میں عورت کا درجہ کس قدر بلند و ارفع رکھا گیا ہے۔ ہمارے خُداوند مسیح نے اپنے زندہ ہو جانے کے بعد اپنے آپ کو مریم مگدلینی پر ظاہر کر کے عورت کی اہمیّت کو دوبالا کر دیا ہے۔ لہٰذا چاہیئے کہ عورت اپنے اس مرتبہ کی اہمیّت کو برقرار رکھنے کی حتیٰ المقدُور کوشش کرے اور خُداوند کریم سے ہر وقت دُعا کرے کہ وُہ اُس کو اُس اعلیٰ پایہ تک پہنچنے اور اُس پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اِس کتاب میں مہینے کے ہر روز پڑھے جانے کے لئے اسباق درج ہیں تاکہ ان کے پڑھنے اور اُن پر غور و فکر کرنے سے میری بہنوں اور بیٹیوں کو فائدہ پہنچ سکے۔ یہی میری آرزُو اور یہی میرا مُدعا ہے۔ خُداوند اِس کتاب کو کارآمد ثابت کرے۔

جی - وارث

پہلا روز

خواب سے بیداری

"وہ رات ہی کو اُٹھ بیٹھتی ہے...." (امثال ۳۱ : ۵)

سلیمان کہتا ہے نیک بیوی رات ہی کو اُٹھ بیٹھتی ہے یعنی علی الصباح بیدار ہوتی ہے تاکہ گھر کی دیکھ بھال کر سکے۔ نوکروں سے کام لے سکے۔ گھر کی صفائی وغیرہ کا کام اگر بچوں کے سوتے ہوئے ہی ہو جائے تو بہت اچھا۔ ورنہ جاگتے ہی وہ اپنے مطالبات شروع کر دیتے ہیں۔ اُنہیں ناشتہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ بعد ازاں نہلانے دُھلانے کی۔ پھر اُنہیں تیار کر کے مدرسہ کو بھیجنا ہوتا ہے۔ اور اگر گھر کا کام اُن کے بیدار ہونے سے پیشتر ہی نہ کر لیا جائے تو پھر دیر تک گھر کی مالکہ کو فرصت نہیں ہوتی اور کام اُسی طرح پڑا رہتا ہے۔

اگر گھر میں نوکر نہ ہوں اور بچوں کی تعداد بھی خُدا کے فضل سے زیادہ ہو تو بیوی اور ماں کو بہت تڑکے اُٹھنے اور کام میں مصروف ہونے اور اُسے انجام دینے کی اَور بھی زیادہ ضرورت ہے۔ بعض اوقات بیچاری عورت کو رات کو پوری نیند بھی نصیب نہیں ہوتی۔ کیونکہ شاید اُس کا شوہر یا کوئی بچہ بیمار ہو۔ تو بھی اُس کو باقاعدہ علی الصباح جاگنا اور اُٹھنا ضرور ہے کیونکہ علالت کی وجہ سے شاید دن کو بھی فرصت اور کم ملے۔

دیر تک بستر پر پڑے رہنا سستوں اور کاہلوں کا کام ہے اور گھروں کا خاطر خواہ انتظام اس طرح نہیں چلا کرتا۔ اس کو خوش اسلوبی سے انجام دینے کے لئے بڑی محنت اور عقل درکار ہے۔ کاش خُداوند تعالیٰ جو تمام برکتوں کا بخشنے والا ہے۔ آپ کو بھی فضل اور طاقت عطا فرمائے اور فرائضِ خانہ داری کو بطریق احسن سر انجام دینے کی آپ کو توفیق بخشے

دُوسرا روز

صُبح کی شخصی دُعا و بندگی

"صُبح اُٹھتے ہی دن نکلنے سے بہت پہلے وہ ایک ویران جگہ چلا گیا اور وہاں دُعا کی"۔(مرقس ۱ : ۳۵)

مندرجہ بالا آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے خُداوند کی عادت تھی کہ وُہ دن چڑھنے سے پہلے علیحدہ ہو کر دُعا میں مصرُوف ہوتے تھے۔ جب خُدا کے بیٹے نے خلوت میں اپنی روزانہ خدمت کے آغاز میں اپنے باپ سے رفاقت پیدا کرنے کی ضرورت کو محسُوس کیا تو کیا ہمیں جو محض انسان اور خطا کے پُتلے اور انواع و اقسام کی کمزوریوں کا مرکّب ہیں اس کی ضرورت نہیں؟ ہاں ضرُورت ہے اور اشد ضرُورت ہے۔ اوّلاً اِس لئے کہ خود ہمیں اس کی شخصی ضرورت ہے۔ دوم اِس لئے کہ ہر مسیحی کا فرض ہے کہ اپنے خُداوند کے نقشِ قدم پر چلے۔

چونکہ عورت کے فرائض بہت اہم ہیں لہٰذا دُعا کی بھی اُسی نسبت سے اُسے زیادہ ضرورت ہے اور صبح کا وقت اس کے لئے بہترین ہے۔ خاموشی کا عالم ہوتا ہے اور ہر چہار طرف صانعِ حقیقی کی قدرت کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ اور انسان کا دِل حیرت اور شکر گذاری سے بھر جاتا ہے اور اُس کے لبوں سے حمد و ثنا کے کلمات نکلتے ہیں۔ کلامِ پاک کی تلاوت کے بعد تمام دن کے لئے خُداوند کریم کے حضُور سربسجُود ہو کر اپنے آپ کو اُس کے سپُرد کرنا اور اُس کی مرضی کو معلُوم کرنا چاہیے۔ تاکہ ہر کام خُداوند کی رُوح کی ہدایت سے اُس کے زور اور طاقت میں انجام دیا جائے۔

تیسرا روز

ہدایت و رہنمائی حاصل کرنا

"جاگو اور دُعا کرو تا کہ آزمائش میں نہ پڑو" (متّی ۲۶ : ۴۱)

مندرجہ بالا آیت میں ہمارے خُداوند کا وُہ فرمان مرقوم ہے جو آپ نے اپنے شاگردوں کو اپنی گرفتاری اور صلیبی موت سے پہلے دیا تھا۔ یہ الفاظ محض شاگردوں ہی کے لئے نہ تھے بلکہ ہر مسیحی مرد و زن کے لئے بھی ضروری ہیں۔ قدم قدم پر ہمارے دشمن نے ہمارے لئے جال بچھا رکھے ہیں۔ وُہ جال اکثر اوقات ہماری نظروں سے اوجھل ہوتے ہیں اور ایسے خوبصورت اور رنگ برنگ کے پردوں تلے چھُپے ہوتے ہیں کہ ہم کو شک بھی نہیں گذرتا کہ یہاں ہمارے ٹھوکر کھانے، پھسل جانے اور گر پڑنے کا امکان بھی ہے۔ لیکن زبُور نویس کہتا ہے "اگر وُہ گر بھی جائے تو پڑا نہ رہیگا۔ کیونکہ خُداوند اُسے اپنے ہاتھ سے سنبھالتا ہے"۔ (زبُور ۳۷ : ۲۴) "صادق سو بار گِرتا ہے اور پھر اُٹھ کھڑا ہوتا ہے" (امثال ۲۴ : ۱۶)

گھر کی مالکہ اور بچّوں کی ماں کو سینکڑوں دِقتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے خواہ اُسے آرام نصیب ہُوا ہو یا نہ خواہ وقت ملے یا نہ ملے گھر کے تمام کاروبار۔ مہمانوں کی خاطر تواضع ہمسایوں سے میل جول مُشکلات میں اُن کی مدد اور اظہارِ ہمدردی کرنا کلیسیائی معاملات اور دیگر بیسیوں کام ہیں جو عورت کے ذمّہ ہوتے ہیں۔ جن کے لئے ہدایت و رہنمائی۔ خُوش خلقی اور خُوش مزاجی اور ہمدردی کی ضرورت ہے۔ ہر کام کو مسیحی طبیعت و مسیحی مزاج کے ساتھ انجام دینا چاہیئے۔ خُدا کی مرضی کو معلوم کر کے اپنی مرضی کو اُس کی مرضی کے تابع کرنا ہے۔ کسی شخص نے کہا ہے کہ اُس شخص کی دُعا سُنی جاتی ہے جو اپنے چہرہ پر خُوشی کے آثار لئے ہُوئے خُداوند کے حضور سے رخصت ہوتا ہے۔

چوتھا روز

گھر کی صفائی وغیرہ

"وہ خوشی سے اپنے ہاتھوں سے کام لیتی ہے"۔ (امثال ۳۱: ۱۳)

مثل مشہور ہے کہ صفائی خدا پرستی سے دوسرے درجہ پر ہے۔ عورت کی عزت و شان اسی میں ہے کہ اس کا گھر صاف اور ستھرا پایا جائے۔ اُسے حتی المقدور کوشش کرنا ہے کہ ہر چیز قرینہ سے اپنی جگہ رکھی ہوئی نظر آئے۔ اس میں دو فائدے ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ ایسا گھر آنکھوں کو بھلا معلوم ہوتا ہے شوہر اور بچوں کے لئے حقیقی معانی میں جائے آرام و راحت کا مقام ہوتا ہے۔ گھر میں آنے والے دوست و آشنا بھی خوش ہوتے اور فرحت حاصل کرتے ہیں۔ دوم یہ فائدہ ہوتا ہے کہ گھر والی خود بہت سی تکلیف و تردد سے بچتی ہے۔ اور اس میں وقت کی بھی بچت ہوتی ہے۔ جس چیز کی ضرورت ہو فوراً مل جاتی ہے۔ ڈھونڈنے میں وقت برباد نہیں ہوتا۔ نہ مرد کو تکلیف ہوتی ہے نہ بچوں کو۔

اگر نوکر ہوں تو اُن سے کام لینا بھی گھر کی مالکہ کے ذمّہ ہے اگر نوکر نہ ہوں تو بھی یہ کام خود عورت کو کرنا ہے۔ گھر میں جھاڑو دینا اور صفائی کرنا کوئی شرم کی بات نہیں ہمارے مُلک میں نوکر بآسانی مِل جاتے ہیں اور اُن کی تنخواہیں بھی مغربی مُلکوں کی نسبت بہت کم ہوتی ہیں۔ وہاں کی عورتیں گھر کا تمام کام کاج خود کرتی ہیں۔ البتہ اُن کے ہاں ایسے آلے یا مشینیں ضرور ہوتی ہیں جن کو وہ استعمال کر کے وقت کی بچت کر لیتی ہیں۔ اُن کے مرد بھی کام میں حصّہ لیتے ہیں۔ اسی طرح ہمارے مرد بھی کرتے ہیں بعض گھروں میں ہفتہ وار تمام شرکائے خاندان مِل کر گھر کی صفائی کرتے ہیں۔ اس سے بچے بچپن ہی سے ماں کا ہاتھ بٹانا اور کام کرنا سیکھ لیتے ہیں۔ آپ کا گھر آپ کے لئے باعثِ فخر ہونا چاہیئے۔

پانچواں روز

ناشتہ تیار کرنا

"وہ اپنے گھرانے کو کھلاتی ہے۔" (امثال ۳۱: ۱۵)

کس قدر خوش قسمت ہے وہ عورت جس کا گھر بچوں کی وجہ سے بارونق ہو اور جس کا شوہر نیک۔ تندرست و توانا ہو۔ شوہر کا کام روٹی کمانا ہے اور بیوی کا کام روٹی پکانا یا پکوانا۔ بہت سی عورتوں کو یہ کام خود کرنا پڑتا ہے کیونکہ ملک کے مالی حالات کچھ ایسے ہیں کہ نوکر رکھنا تو درکنار اگر پیٹ بھر روٹی ہی میسر ہو جائے تو غنیمت ہے۔ پس یاد رکھنا چاہیئے کہ جو کام خدا کسی کے سپرد کرتا ہے وہ اُس کے انجام دینے کے لئے اُسے طاقت بھی عنایت کرتا ہے۔ بالخصوص جب آپ دن کے شروع ہی میں اُس سے زور و طاقت کے لئے درخواست کر چکی ہیں۔

بہن! کام تو سر پڑے ہر ایک کسی نہ کسی طرح نپٹا ہی لیتا ہے مثل مشہور ہے کہ گلے پڑا ڈھول بجانا ہی پڑتا ہے لیکن مزہ تو اُس کام میں ہے جو خندہ پیشانی اور خوش مزاجی کے ساتھ کیا جائے۔ شاید آپ خود بیمار ہوں یا کوئی اور تکلیف ہو تو اُس وقت گھر کے دیگر شرکاء آپ کی مدد کر سکتے ہیں یا اگر ایسا ممکن نہ بھی ہو تو خدا ہی طاقت دے کر تقویت بخشتا ہے۔ مبارک ہے وہ عورت جس کا گھر آباد ہے اور اُسے ایسی پیاری خدمت انجام دینے کا موقع دیا جاتا ہے! اگر اُسے اپنے خاوند اور بچوں سے محبت ہے تو اُن کے لئے کھانا پکانا اور کھلانا موجبِ مسرت ہونا چاہیئے! البتہ کام کی نوعیت ہی کچھ ایسی ہے کہ کام کرنے والی تھک جاتی ہے لیکن خواہ کیسا ہی کام ہو جب وہ کسی عزیز کے لئے کیا جائے تو اُس سے کام کے کرنے والے کو بھی ایک گونہ خوشی ہوتی ہے۔ اس طرح آپ اپنے عزیزوں کو بھی خوش کرتی ہیں اور خود بھی حظ اُٹھاتی ہیں۔

چھٹا روز

بچّوں کو بیدار کرنا اور تمام اہلِ خانہ کو ناشتہ کرانا

"یسوع نے اُن سے کہا آؤ کھانا کھا لو۔" (یوحنا ۲۱: ۱۲)

مذکورہ بالا آیت میں ہمارے خُداوند نے اپنے شاگردوں سے یہ الفاظ کہے تھے۔ آپ اپنی دینی خدمت کے دَوران میں ہمیشہ اُن لوگوں کے کھانے کی فکر کیا کرتے تھے جو آپ کے گِرد آپ کی تعلیم سُننے یا آپ یا اپنے بیماروں کو خُداوند کے مبارک ہاتھوں سے شفا پانے یا دلوانے آتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے پانچ ہزار مَردوں اور اُن کے سوا عورتوں اور بچّوں کو روٹی کھلائی۔ دُوسری مرتبہ چار ہزار کو۔ آپ بھی اپنے خُداوند کی مانند اپنے بچّوں کو کھلایئے نہ بچّوں کو بیدار کیجئے محبّت سے اُنہیں جگایئے اور تیار کردہ کھانا اُن کے اور اپنے شوہر کے آگے رکھئے۔

بچّے بعض اوقات کسی وجہ سے روتے ہُوئے اُٹھتے ہیں اُس وقت گُھرکی سے کام نہ لیجئے اُنہیں پیار کیجئے اور دلاسا دیجئے۔ اگر آپ کے شوہر کو بچّوں سے پیشتر ہی ناشتہ کرنے کی ضرورت ہو کیونکہ اُسے بہت تڑکے کام پر حاضر ہونا ہے تو پہلے اطمینان کے ساتھ اُسے کھلایئے پلایئے۔ پاس بیٹھئے اور خوش مزاجی سے اُسے کِھلا کر کام پر روانہ کیجئے مَردوں کو بڑی محنت و مُشقّت سے روزی کمانا اور اپنے بیوی بچّوں کی ضروریات کے لئے روپیہ بہم پہنچانا پڑتا ہے۔ اور ہر قسم کے لوگوں سے مِلنا اور نوع نوع کی دِقتوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے لہٰذا ضرور ہے کہ کم از کم اپنے گھر سے تو وہ خُوشی کے ساتھ باہر جائے۔

بچّوں کو ناشتہ کرانے کے بعد اُنہیں تیار کرا دیں۔ بچّے خُدا کی طرف سے والدین کے لئے برکت کا باعث ہیں۔ والدین کی خُوشی بچّوں کو تندرست اور مضبوط بنا دینے میں ہوتی ہے لہٰذا اُن کی خوراک کا خاص خیال رکھنا باپ کی نسبت زیادہ تر ماں ہی کا کام ہے۔

ساتواں روز

مدرسہ کے لئے بچّوں کو تیار کرنا

"آؤ ہم اپنے آپ کو ہر طرح کی جسمانی اور رُوحانی آلودگی سے پاک کریں اور خُدا کے خوف کے ساتھ پاکیزگی کو کمال تک پہنچائیں (۲ کرنتھی ۷ : ۱)۔

ناشتہ کے بعد ماں کا کام ہے کہ بچّوں کو نہلائے۔ دُھلائے اور صاف کپڑے پہنا کر سکول روانہ کرے۔ بڑے بچّے تو خود بخود یہ کر لیتے ہیں لیکن بچّوں کو عموماً وقت کا اندازہ نہیں ہوتا اُنہیں محبّت اور عقلمندی سے سکھاتا ہے۔ جتنی کہ آپ کی کوشش سے وُہ یہ سب کچھ وقت پر کرنا سیکھ لیں۔ بچّوں کو شروع ہی سے بتانا ہے کہ خُدا رُوح اور جسم دونوں کی صفائی چاہتا ہے۔

بچّوں کے صاف سُتھرا رہنے سے گھر کی عزّت ہوتی ہے۔ بالخصوص ماں کے لئے یہ امر فخر کا باعث ہوتا ہے۔ یہ ناجائز فخر نہیں کیونکہ ظاہر و باطن کی صفائی خُداوند کو پسند ہے بلکہ اُس کی مرضی کے مطابق ہے۔ اور اگر اس وجہ سے کسی عورت کی تعریف کی جائے تو وُہ اس کی مستحق ہے۔ سلیمان کہتا ہے "اُس کی محنت کا اجر اُسے دو اور اُس کے کاموں سے اُس کی ستائش ہو"۔ ہمارے خُداوند نے اپنے شاگردوں کے پاؤں دھو کر ہم کو صفائی اور خدمت کا عملی سبق دیا ہے۔ اور اس طرح جسمانی صفائی کو اہمیّت بخشی ہے۔ ماں کو خود بھی جسمانی صفائی کا خیال رکھنا چاہیے۔ کیونکہ اُسے اپنے جسم کو بھی صاف رکھ کر اپنے بچّوں کے لئے نمونہ بننا ہے۔ تاکہ وُہ شروع ہی سے صاف رہنے کے عادی ہو جائیں۔

آٹھواں روز

خاندانی دُعا و بندگی اور تلاوتِ کلامِ پاک

"اب رہی میری اور میرے گھرانے کی بات سو ہم تو خُداوند کی پرستش کریں گے" (یشوعؔ ۲۴: ۱۵)

شخصی دُعا کے بعد خاندانی دُعا اور تلاوتِ کتابِ مقدس از بس ضروری ہے۔ ہر خاندان میں یہ دستور ہونا چاہئے کہ گھر سے باہر جانے سے پیشتر پاک کلام میں سے کچھ پڑھا جائے اور بچوں کو سمجھایا جائے۔ شاید بہتر یہ ہو کہ کسی ایک کتاب کو لے کر اُس کا ایک باب روز پڑھا جائے۔ اس طرح بچے اپنی مقدس کتاب سے واقفیت پیدا کرتے اور انبیاء اور دیگر مقدسین کی زندگیوں کا حال سُن کر اُن کے نیک نمونے پر چل کر خُدا کی قربت حاصل کر لیتے ہیں۔ وہ انجیل جلیل میں سے ہمارے خُداوند یسُوع مسیح کی پیدائش، آپ کی دینی خدمت اور بالآخر دُنیا کے فدیہ کے لئے اپنی قیمتی جان صلیب پر قربان کر دینے اور تیسرے روز مُردوں میں سے زندہ ہو جانے کا حال سُنتے اور خُداوند کے مُعجزوں اور تمثیلوں سے واقف ہوتے ہیں۔

یہ سچ ہے کہ مسیحی مدارس میں بائبل شریف پڑھائی جاتی ہے لیکن اصل سبق بچے گھر ہی میں اپنی ماں کے قدموں میں بیٹھ کر سیکھتے ہیں۔ اگر باپ بچوں کے اُٹھنے سے پیشتر ہی اپنے کام پر چلا جائے تو ماں ہی کو بچوں کو اکٹھا کر کے خاندانی دُعا اور بندگی کرانا ہوگا ورنہ خاندان کے سر کے ذمہ یہ خدمت ہونا چاہیئے۔ تمام خاندان کا مل کر دُعا کرنا ایک عجیب رفاقت کا باعث ہوتا ہے۔ تمام شرکائے خاندان ایک دوسرے کے قریب تر آ جاتے ہیں۔

سب یکدل ہوکر تمام برکات کے لئے خُدا کا شکر بجا لاتے ہیں اور اگر کوئی خاص مُشکل یا مُصیبت خاندان پر آپڑے تو سب ہم آواز ہوکر خُدا سے منّت و سماجت کرتے ہیں کہ وُہ اُن کی مدد کرے اور اُن کی مُشکلات کو حل کرے۔ شخصی دُعا کے متعلّق بھی بچّوں کو اِسی وقت سبق دیا جا سکتا اور اُس کی اہمیّت کو اُن کے ذہن نشین کیا جا سکتا ہے۔ خاندانی دُعا خاندانی زِندگی کے قیام اور اُس کی ترقّی کے لئے بہت ضروری ہے۔

نواں روز

دیگر اُمورِ خانہ داری

"وُہ کاہلی کی روٹی نہیں کھاتی" ——— (امثال ۳۱ : ۲۷)

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ خُداوند مسیح کی خدمت محض گھر سے باہر نکل کر عوام ہی کے درمیان کی جا سکتی ہے۔ اور کہ خدمت کو اعلیٰ اور اہم ہونا چاہئے۔ اُن کے خیال کے بمُوجب مسیحی خدمت محض مشنری حلقوں میں شامل ہونے یا شفاخانوں کے مریضوں اور قید خانوں کے قیدیوں ہی سے میل مُلاقات کے ذریعہ سے انجام دی جا سکتی ہے۔ ہاں یہ کام بھی نہایت ضرُوری اور عمدہ ہیں لیکن بہن، آپ کی زندگی کی مُبارک روشنی کو تو آپ کے گھر ہی کے اندر چمکنا ہے۔ اگر آپ ہی نے اس مقدّس اور پیاری جگہ کو روشن نہ کیا تو کیا کوئی اَور باہر سے آکر ایسا کریگا؟ یاد رکھئے کہ حقیقی مسیحی زندگی جہاں کہیں بھی بسر کی جائے وُہ خود بخود خدمت ہوتی ہے۔

گھر کے تمام کاروبار مثلاً روٹی پکانا۔ سِلائی کرنا۔ کاتنا بُننا وغیرہ ایسے کام ہیں جو آپ کے ذِمّہ ہیں۔ خُداوند تعالےٰ نے اُن تمام کاموں کی ذمہ داری کا بار جو گھر سے متعلّق ہیں آپ کے کندھوں پر رکھّا ہے۔ روز روز یہی کام کرتے ہُوئے مت گھبرائیے۔ جو خدمت خُداوند کے نام میں کی جاتی ہے خواہ وُہ کتنی ہی ادنےٰ یا معمُولی نظر آئے وُہ خداوند کو پسند آتی اور اُس کے حضُور مقبُول ٹھہرتی ہے۔ بچّوں کی تعلیم و تربیّت اور اُن کی اور اپنے شوہر کی جسمانی و رُوحانی زندگی کی تندرُستی و صحت کا خیال کرنا ایسی خدمات ہیں جو درحقیقت اہم و اعلےٰ ہیں۔

کسی نے کیا خُوب کہا ہے کہ حقیقی مذہب وُہ ہے جو خُداوندِ پاک کو انسانی خدمت و محنت اور مشقت کی دُشوار اور کٹھن راہ پر لے آتا ہے حتّٰے کہ وُہ انسان کے دوش بدوش ہو کر چلتا ہے۔ اُس وقت انسانی خدمت و تندہی الٰہی صُورت پکڑ لیتی ہے۔ اور معمولی سے معمولی اور ادنےٰ سے ادنےٰ کام بھی خُوشی و فرحت میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

رسُول کہتا ہے۔ "سب کام شکایت و تکرار بغیر کیا کرو"۔ (فلپیوں ۲: ۱۴) ❖

دسواں روز

آمدنی کے مطابق خرچ کرنا

"ہوا کے پرندوں کو دیکھو کہ نہ بوتے ہیں نہ کاٹتے۔ نہ کوٹھیوں میں جمع کرتے ہیں تو بھی تمہارا آسمانی باپ اُن کو کھلاتا ہے۔ کیا تم اُن سے زیادہ قدر نہیں رکھتے؟" (متی ۶: ۲۶)

آج کل کی تنگی کے دنوں میں آمدنی و خرچ کا توازن نہایت مشکل مسئلہ بن گیا ہے۔ اکثر اوقات آمدنی کم ہوتی ہے اور خرچ اُس کی نسبت بہت زیادہ۔ کیونکہ ہر چیز خواہ وہ خوردنی ہو یا پوشیدنی۔ خواہ بچوں کی فیسیں یا گھر کا سامان، وغیرہ وغیرہ۔ غرضیکہ جو کچھ بھی انسانی زندگی کی ضروریات سے متعلق ہے نہایت گراں ہے۔ لیکن جس خدا نے پیدا کیا ہے وُہ زندہ رہنے کے لئے ضروری اشیاء بھی بہم پہنچاتا ہے۔ کیونکہ وُہی رازق ہے اور خالق و مالک ہے۔

کہتے ہیں جتنی چادر ہو اُتنے ہی پاؤں پھیلانے چاہئیں۔ اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ خرچ کو آمدنی کے مطابق ہی ہونا چاہئے۔ پس بہتر ہو اگر خرچ کرنے سے پیشتر میاں اور بیوی اخراجات کی فہرست تیار کر لیں۔ لیکن اس فہرست میں وُہ رقم ضرور ہو جو بطور دہ یکی خداوند کے لئے مخصوص کر دی جاتی ہے۔ خواہ یہ رقم کتنی ہی قلیل ہو، خدا جو گردوں اور دلوں کا دیکھنے والا ہے اور جو انسان کے ارادہ و نیت پر نظر کرتا ہے اُس رقم کو ضرور قبول کریگا اور اُس کے نزدیک اس کی وُہی قدر و قیمت ہوگی جو ایک دولتمند کی دہ یکی کی ہے۔ بیوہ کے چھدام کو یاد رکھئے۔ انسانی تجربہ اس امر پر

شاہد ہے کہ جو کوئی خُدا کا حق ادا کرتا ہے کبھی کسی قسم کی کمی محسوس نہ کریگا۔ زبُور نویس کہتا ہے "خُداوند میرا چوپان ہے مُجھے کمی نہ ہوگی" (زبُور ۲۳: ۱)

گھر کا خرچ تو بیوی ہی کو چلانا پڑتا ہے۔ لہٰذا اُسے نہایت عقلمندی اور غور و فکر کی ضرورت ہے اور ساتھ ہی اس کے دُعا میں خُدا سے ہدایت و رہنمائی پانے کی بھی۔ فضول خرچی سے احتراز کرنا چاہیئے۔

خُداوند کی مرضی کو معلوم کرکے اُس کے مطابق عمل کرنا اور اپنے ایمان کو قائم رکھنا چاہیئے۔ "خُداوند صادق کی جان کو فاقہ نہ کرنے دے گا"۔ (امثال ۱۰: ۳)۔ البتہ صداقت شرط ہے۔ زبُور ۳۷: ۱۷ میں لکھا ہے "خُداوند صادقوں کو سنبھالتا ہے"۔ پھر ۳۷: ۱۹ میں مرقوم ہے۔ "وہ (یعنی صادق) آفت کے وقت شرمندہ نہ ہونگے اور کال کے دنوں میں آسُودہ رہینگے"۔

گیارھواں روز

سادگی اور ترتیب کی ضرورت

"محبت کرنے والے گھر میں ذرا سا ساگ پات عداوت کرنے والے گھر میں پلے ہوئے بَیل سے بہتر ہے۔" (امثال ۱۵: ۱۷)

ہمارے خداوند یسوع مسیح نے ناصرت سی چھوٹی جگہ میں ایک بڑھئی کے گھر پیدا ہو کر اور اپنے سادہ لوح اور سادہ طبیعت لیکن باہوش و عقل اور نیک والدین کے ساتھ اپنے بچپن کا زمانہ بسر کر کے یہ دکھا دیا کہ وہ سادگی پسند تھا۔ سادگی لباس۔ سادگی خوراک اور سادگی بود و باش آپ کی زندگی سے عیاں تھی۔

اگر آپ قدرت کا مشاہدہ کریں تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ ہر چیز میں ترتیب اور قوانین کی پابندی پائی جاتی ہے۔ ہر کام کسی خاص قانون کے ماتحت اپنے مقررہ وقت پر وقوع میں آتا ہے کہیں بے ترتیبی اور بیقاعدگی کا نام و نشان نہیں صانع حقیقی کے ہر کام میں تنظیم موجود ہے۔ لہذا خدا ترتیب و انتظام کا بانی ہے اور وہ یہی ترتیب و انتظام بنی نوع انسان کی زندگیوں میں دیکھنا چاہتا ہے۔ لہذا ہر مسیحی گھر میں سادگی و ترتیب کا ہونا ضروری ہے۔ خدا بے پروائی اور بیقاعدگی سے خوش نہیں ہوتا۔

سادگی سے مراد یہ نہیں کہ آپ زندگی کے ضروری لوازمات سے بھی محروم رہیں چھوٹی شان اور دکھاوا بُرا ہے اس سے احتراز کرنا واجب ہے سلیمان کہتا ہے محبت والے گھر کی معمولی چیز بھی عداوت کرنیوالے گھر کی بہترین نعمت سے بہتر ہے جس گھر میں ہر جھگڑا رگڑا لگا رہے وہاں زندگی بے لطف ہو جاتی ہے۔ نہ کھانے پینے میں مزا رہتا ہے نہ کسی اور بات میں۔ برعکس اس کے جہاں محبت اور پیار ہے وہاں خود انکاری اور ایثار بھی موجود ہوتا ہے۔ بلکہ وہاں مفلسی ناداری بھی اُن کی دلی راحت اور خوشی کو چھین نہیں سکتی۔ ہمارے خداوند مسیح کا دُنیوی گھر اسی قسم کا تھا۔ اسلئے ہم کو بھی اپنے گھروں کو اُسی کے نمونہ پر بنانا ہے۔

بارھواں روز

شوہر سے متعلّق فرائض

"نیک بیوی اپنے شوہر کے لئے تاج ہے لیکن ندامت لانے والی اُس کی ہڈّیوں میں بوسیدگی ہے"۔ (امثال ۱۲ : ۴) ❖

"تمہارے پاکیزہ چال چلن اور خوف کو دیکھ کر بغیر کلام کے اپنی اپنی بیوی کے چال چلن سے خُدا کی طرف کھنچ جائیں"۔ (۱۔ پطرس ۳ : ۲)

بیوی کو اُس کے شوہر کے سر کا تاج کہا گیا ہے اور کلامِ پاک میں دو قسم کے تاجوں کا ذکر پایا جاتا ہے۔ اوّل وُہ زرّین تاج جو بادشاہوں کے سر پر رکھا جاتا ہے۔ وُہ بادشاہی کا خاص نشان ہے۔ اگر بیوی اپنے شوہر کے لئے چمکدار سونے کا تاج ہے تو یہ امر اُس کے شوہر کو گھر کی حکُومت کا بادشاہ بنا دیتا ہے۔ اُس کی بیوی اُس کی عزّت اور شان کا باعث ٹھہرتی ہے۔ وُہ اپنے بھائیوں میں ممتاز ہوتا ہے۔ اُن کے درمیان اُس کی عزّت و آبرُو ہوتی ہے۔ دُوسرا تاج جس کا ذکر کیا گیا ہے وُہ وُہ خاردار تاج ہے جو ہمارے خُداوند مسیح کے مُوذی دُشمنوں نے آپ کو ایذا پہنچانے اور اُس کا ٹھٹھا اُڑانے کی خاطر آپ کے مبارک سر پر رکھا تھا۔ آیتِ مافوق میں ندامت لانے والی یعنی شرمندہ کرنے والی بیوی کے متعلّق کہا گیا ہے کہ وُہ اپنے شوہر کی ہڈیوں میں بوسیدگی ہے۔ پس ایسی بیوی جو اپنی شرمناک حرکتوں سے نہ صرف اپنے شوہر کو شرمندہ کرتی ہے بلکہ اُس کا اثر اس قدر بُرا اور گہرا ہوتا ہے کہ وُہ اُس کی ہڈیوں تک پہنچتا ہے۔ اور اُن کو بوسیدہ یعنی بدبُودار بنا دیتا ہے، قابلِ صد نفرین ہے۔

کہا گیا ہے کہ عورت یا تو اپنے شوہر کو باعزّت و باوقار بنا دیتی ہے یا اُسے

برباد کر کے کہیں کا نہیں چھوڑتی۔ نیک اور عقلمند بیوی اپنے شوہر کی بہتری و بہبودی اور اُس کی خوشی و راحت کا باعث ہوتی ہے۔ امثال ۱۹: ۱۴ میں مرقوم ہے "گھر اور مال تو باپ دادا سے میراث میں ملتے ہیں لیکن دانشمند بیوی خُداوند سے ملتی ہے"۔ یہ خُدا کا عطا کردہ عطیہ ہے لیکن امثال میں یہ بھی لکھا ہے کہ "بیوی کا جھگڑا ارگڑا سدا کا ٹپکا (ہے)" (امثال ۱۹: ۱۳)۔ امثال ۲۱: ۱۹ میں لکھا ہے "بیابان میں رہنا جھگڑالو اور چڑچڑی بیوی کے ساتھ رہنے سے بہتر ہے"۔

بیوی شوہر کی رفیقۂ حیات اور اُس کی نسل جاری رکھنے میں اُس کی حصّہ دار ہے۔ وہ اُس کی مُونس و غمخوار اور اُس کی محرمِ راز ہے لیکن یہ صرف اُسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ دونوں میں باہم دِلی محبّت اور حقیقی رفاقت و شراکت ہو۔ اُس وقت بیوی اپنے گھر کو اپنے شوہر کے لئے عشرت کدہ یعنی خوشی کا مقام بنا لیتی ہے۔ جہاں وہ دن بھر کی محنت و مشقّت کے بعد آرام حاصل کرتا ہے۔ اپنے شوہر کی خدمت کرنا محبّت کرنے والی بیوی کے لئے باعثِ مسرّت ہوتا ہے۔ وہ آپ تکلیف اُٹھا کر اُس کو ہر قسم کے فکر و تشویش سے بچانے کی کوشش کرتی ہے۔ اُس کی ایثار نفسی اور خود انکاری سے اُس کے شوہر کو راحت و چین نصیب ہوتا ہے۔ بلکہ وہ اُس کی وجہ سے خُداوند کے نزدیک تر ہو جاتا ہے۔

تیرھواں روز

بچّوں سے متعلّق فرائض

"اُس کے مُنہ سے حکمت کی باتیں نکلتی ہیں اور اُس کی زبان پر شفقت کی تعلیم ہے........اُس کے بیٹے اُٹھتے ہیں اور اُسے مُبارک کہتے ہیں"۔ (امثال ۳۱ : ۲۵ ـ ۲۷)

بچّے والدین کے لئے ایسی برکت ہیں جو اُنہیں خُداوند کریم کی جانب سے عطا کی جاتی ہے۔ بچّے والدین کے گھر اور دِلوں کو رَونق دار بناتے اور خوشی بخشتے ہیں۔ وُہ اُن کے لئے عصائے پیری اور باپ کے ترکش کے تیر ہیں۔ لہٰذا اُن کی تعلیم و تربیّت و پرورش باپ اور ماں دونوں کے ذمّہ ہے۔ لیکن چونکہ بچّے اپنے بچپن کے کئی ایک سال ماں کی صحبت و رفاقت میں گزارتے ہیں اس وجہ سے شروع میں اِس ذمّہ داری کا بوجھ زیادہ تر ماں ہی کے کندھوں پر ہوتا ہے۔ باپ کو باہر کے کاموں سے فرصت کم ہوتی ہے کہ وُہ اپنے ذمّہ داری کے بار کا پُورے طَور پر متحمل ہو سکے۔ پھر دن بھر کی محنت اور تھکاوٹ کے بعد وُہ چھوٹے بچّوں کی چیخ پُکار اور اُن کے باہمی جھگڑوں سے دُور ہی رہنا چاہتا ہے۔ اور سچ پُوچھو تو وُہ بیوی جو اپنے خاوند سے محبّت رکھتی ہے خود بھی اُس کو اِس شور و غُل سے بچانا چاہتی ہے ‌٭

پس ماں کو شروع ہی سے اپنے بچّوں کو اس طریق پر تعلیم و تربیت دینا چاہیئے کہ وُہ نیک اثر قبول کرنے کے قابل ہوں۔ اس کے لئے بہت دُعا کی ضرُورت ہے۔ اور چونکہ ماں میں خود بشری کمزوریاں اور خامیاں ہوتی ہیں اس لئے وُہ اُن تمام خطرات کو جو اُس کے بچّوں کو گھیرے ہوئے ہوتے ہیں دیکھ نہیں سکتی۔ گرجنے والا شیر ببر یعنی ابلیس اُس کے جگر گوشوں کو ہر وقت پھاڑنے

کو تیار رہتا ہے۔ پس ضرورت ہے کہ ماں ہر وقت اور ہر لمحہ مدد و ہدایت اور عقل و فہم کے لئے دُعا کرے۔ بچّوں کی پرورش۔ اُن کی تربیّت و تادیب کوئی آسان کام نہیں۔ آپ کو بیدار اور ہوشیار ہونا ہے۔ آپ اپنے بچّوں کو بُری صحبت سے بچائیں۔ دیکھیں کہ وُہ گندی باتیں مُنہ سے نہ نکالیں۔ اُنہیں پیار سے سمجھائیں لیکن اگر اُس کا کچھ اثر نہ ہو تو اُن کی گوشمالی کریں اور اگر ضرورت ہو تو چھڑی سے بھی کام لیں۔ لیکن یہ خیال رکھیں کہ ہر وقت کی مار پیٹ سے بچّے ڈھیٹھ بھی ہو جاتے ہیں۔ ماں کو بچّوں کا مشفق دوست ہونا ہے تاکہ وُہ اپنی تمام باتیں اور تکلیفیں ماں کو بتا دیں۔ اگر بچّوں کو یہ یقین ہو جائے کہ اُن کو مارتے وقت ماں کو اُن سے زیادہ چوٹ لگتی ہے تو وُہ ماں کے خلاف اپنے دل میں بُرے خیال نہ رکھینگے اور وُہ جلد یہ معلوم کر لینگے کہ جو کچھ اُن کی ماں کرتی ہے اُن کی بھلائی اور بہتری کے لئے ہی کرتی ہے۔

ماں کے مُنہ سے حکمت کی باتیں نکلیں اور اُس کی زبان پر شفقت ہی کی تعلیم ہو۔

چودھواں روز

مذہبی تعلیم

"اَے میرے بیٹے اپنے باپ کے فرمان کو بجا لا اور اپنی ماں کی تعلیم کو نہ چھوڑ" ـــــــــــ (امثال ۶: ۲۰)

بچّوں کو مذہبی یعنی مسیحی تعلیم دینے کا شرف بھی ماں ہی کو حاصل ہے۔ اور اس فرض کو اُسے تمام دیگر فرائض پر مقدم رکھنا چاہیئے۔ لہٰذا ضرور ہے کہ شروع ہی سے اُسے اپنے بچّوں کے دِل میں مسیح کے لئے محبّت پیدا کرنے کی آرزو وامنگیر ہو۔ ہمارے خُداوند مسیح کو بچّوں سے خاص محبت تھی۔ جب مائیں اپنے بچّوں کو آپ کے پاس لاتیں تو آپ اُن کو اپنی گود میں لیتے اور اُنہیں برکت دیتے تھے۔ جب کبھی آپ کے شاگرد ماؤں کو اپنے بچّے خُداوند کے پاس لانے سے روکتے تو آپ اُن سے کہتے "بچّوں کو میرے پاس آنے دو اُنہیں منع نہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہی ایسوں ہی کی ہے"۔ (متّی ۱۹: ۱۴) آپ بچّوں کے دوست تھے اور بچّے بھی خُوشی سے آپ کے پاس آتے تھے۔

اب اگرچہ ہمارا خُداوند زمین پر نہیں ہے تو بھی مائیں اپنے بچّوں کو آپ کے پاس لا سکتی ہیں کیونکہ وُہ اب بھی بچّوں سے محبّت رکھتے ہیں ہم اپنے بچّوں کو دُعا کے ذریعہ سے اپنے خُداوند کے قدموں میں لا سکتے ہیں۔ پس ماں کو چاہیئے کہ بچّوں کے ساتھ دُعا کرے اور بائبل شریف کی کہانیاں اپنے بچّوں کو سکھائے۔

پُرانے عہدنامہ میں بھی ایسی مثالیں مَوجود ہیں جہاں بچّوں کو بچپن ہی سے خُدا کی بابت سکھایا گیا تھا بلکہ بعض نے بچپن کے عالم ہی میں خُدا

کی آواز بھی سُنی۔ سموئیل دو سال کی عُمر ہی سے خُدا کے آگے نذر کر دیا گیا تھا۔ وُہ لڑکی جس نے غربت میں نعمان کوڑھی کو نبی کے متعلق بتایا تھا۔ یقیناً بچپن ہی میں نبی کی بابت اپنے گھر میں سُنتی ہوگی۔ داؤد بادشاہ ہنوز نو عُمر ہی تھا کہ وُہ بادشاہ ہونے کے لئے خُدا کا برگزیدہ ٹھہرا۔ وغیرہ۔ وغیرہ۔

جہاں تک ممکن ہو سکے آپ تصویروں اور کہانیوں کے ذریعہ سے اپنے بچوں کو مسیحی تعلیم دیں۔ اور اُن کے دِل میں کلام پاک کو پڑھنے اور دُعا کرنے کا شوق پیدا کریں۔ صبح و شام دُعا کرنے کی عادت ڈالیں۔ جو کچھ آپ بچپن میں اپنے بچوں کو سکھائینگی وُہ اُن کو کبھی نہ بھُولیگا۔ اور مُصیبت در آزمائش کے وقت اُن کے کام آئیگا۔ ماں کی ذمہ داری تو بڑی ہے لیکن خُدا کا فضل اور اُس کی رحمت اُس سے کہیں زیادہ ہیں۔

پندرھواں روز

مذہبی امور سے متعلق دلچسپی پیدا کرنا اور اُن میں حصہ لینا

"کام یا کلام جو کچھ کرتے ہو خُداوند کے لئے کرو۔" (کلسی ۳: ۱۷)

بعض اوقات عورتوں میں اس خیال کے پیدا ہونے کا ڈر ہوتا ہے کہ اُنہیں اپنے گھر اور بچّوں سے بالکل فرصت نہیں ملتی۔ اس لئے وُہ گھر کے کاموں کے علاوہ اور کچھ نہیں کر سکتیں۔ وُہ کہتی ہیں کہ جن بیبیوں کے پاس نوکر ہیں۔ وُہ اور کاموں میں حصّہ لے سکتی ہیں۔ ہم تو چوبیسوں گھنٹے گھر کے دھندوں ہی میں لگی رہتی ہیں اُن کا یہ کہنا کسی حد تک تو درست ہے۔ لیکن یاد رکھئے کہ جس طرح آپ کی آمدنی میں خُداوند کا حصّہ ہے اُسی طرح آپ کے وقت میں بھی اُس کا حصّہ ہے۔

شاید کوئی کہے کہ ہم دُعا و بندگی میں تو وقت صَرف کرتے ہیں اور کیا کریں؟ بہن، آپ دُعا تو خُدا کی حمد و تعریف کرنے اور اُس کی مہربانیوں کے لئے اُس کا شکریہ ادا کرنے اور اپنے لئے مدد و ہدایت کی درخواست کرنے کے لئے کرتی ہیں یعنی خود اپنے فائدہ اور ضرورت کے لئے۔ اس کو خُدا کے لئے وقت صَرف کرنا نہیں کہتے۔ پس آپ ضرور وقت نکالئے شاید روزانہ ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو جتنی مرتبہ ہفتہ میں ممکن ہو ایسا کیجئے۔

مختلف طریقوں سے آپ خُدا کی خدمت کر سکتی ہیں۔ مثلاً دُعائیہ جلسوں میں جانا۔ ہسپتالوں میں جانا۔ بیماروں کی خبر لینا۔ سینے پرونے وغیرہ کے جلسوں میں جا کر مدد کرنا۔ انجیل کی خوشخبری سُنانا وغیرہ وغیرہ۔ رسُول کہتا ہے "کیا ہی خوشنما ہیں اُن کے قدم جو اچھّی چیزوں کی خبر دیتے ہیں"۔

نئے عہدنامہ کے مطالعہ سے آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ رسُولوں کے زمانہ میں مسیحی عورتیں خاص منادی کے کام میں حصّہ لیتی تھیں۔ فیبی۔ پرسکہ اور تبیتا وغیرہ کا حال پڑھیئے۔ آپ کام یا کلام دونوں کے ذریعہ سے اپنے خُداوند کی خدمت کرسکتی ہیں۔ یہ بیوی اور ماں کا کام ہے کہ اپنے گھر والوں کو نیک کاموں کے کرنے کی ترغیب دے۔ یُوں آپ خُدا کی خدمت بھی کرتی ہیں اور اپنے نمُونہ سے اپنے بچّوں کے دِلوں میں بھی اس کا شوق پیدا کرتی ہیں۔ اور اس طرح بچّے خود بخود مذہبی کاموں میں حصّہ لینا سیکھ جاتے ہیں ؞

سولھواں روز

مہمانوں سے متعلّق فرائض

"مُسافر پروری میں لگے رہو" (رومی ۱۲: ۱۳)

ہر گھر میں مہمانوں کا آنا جانا لگا رہتا ہے۔ شاید امیروں کے ہاں زیادہ مہمان آتے ہوں لیکن رشتہ دار تو غریب، امیر دونوں کے ہوتے ہیں اور وہ اکثر ایک دُوسرے کے گھر آتے جاتے ہیں۔ پھر ہمارا مُلک تو یُوں بھی مہمان نوازی کے لئے دُنیا بھر میں مشہُور ہے۔ ہر ایک اپنی حیثیت و حالت کے مطابق مہمانوں کی خاطرداری کرتا ہے۔ اگر آپ کے پاس مہمان کی خاطر تواضع کے لئے فالتُو روپیہ نہیں تو آپ قرض لے کر مہمان نوازی کی خدمت انجام نہ دیں جو کچھ گھر میں ہو اُسے مہمانوں کے سامنے رکھّیں۔ لیکن کُڑھتے اور بُڑبُڑاتے ہُوئے نہیں بلکہ خُوش مزاجی اور ہنستے ہُوئے چہرے کے ساتھ۔

سب سے بڑی بات جس کی ضرُورت ہے وُہ یہ کہ آپ کی خواہش یہ ہو کہ جو کوئی آپ کی چھت تلے آئے، برکت لے کر جائے۔ اُس کے جسم و رُوح کو آرام و راحت نصیب ہو۔ وُہ آپ کے گھر میں آ کر خُداوند کی رُوح کو آپ کے درمیان اور آپ کے اندر پائے۔ اور جتنی مُدّت وُہ آپ کے ساتھ رہے وُہ اپنے فکروں سے آزاد رہے۔ اور آپ سے بہت کُچھ اپنے شخصی فائدہ کے لئے سیکھ کر جائے۔

دُوسری بات یہ ہے کہ مہمان آپ کے گھر میں آپ کی یا آپ کے شوہر کی زبان سے اَوروں کے خلاف کوئی بُری بات نہ سُنے۔ اُس وقت تو شاید وُہ آپ کی ہاں میں ہاں ملائے لیکن اُس کے دِل میں آپ کی بابت ڈر پیدا ہو جائے گا

کہ ضرور آپ لوگ اُس کی پیٹھ پیچھے اُس کی بدگوئی بھی اندروں سے کریں گے۔ یعقوب کہتا ہے "اے بھائیو۔ ایک دُوسرے کی بدگوئی نہ کرے"۔ (یعقوب ۵: ۱۱)۔

رشتہ دار اور دوستوں کے علاوہ بھی آپ اپنا گھر پردیسیوں یا مُسافروں کے لئے کھُلا رکھیں۔ پولُس رسُول رُومی ۱۲ باب میں کہتا ہے "مسافر پروری میں لگے رہو"۔ آپ کا گھر بہتے ہُوئے پانی کا چشمہ ہونا چاہئے جس سے تھکے ماندے سیراب اور تروتازہ ہوتے رہیں اور چشمہ کی طرح آپ کو بھی پانی کی کمی نہ ہو گی۔ عبرانی ۱۳: ۲ میں لکھا ہے "مسافر پروری سے غافل نہ رہو کیونکہ اسی کی وجہ سے بعض نے بے خبری میں فرشتوں کی مہمانداری کی ہے"۔

سترھواں روز

نوکروں سے متعلّق فرائض

"اے مالکو اپنے نوکروں کے ساتھ یہ جان کر عدل و انصاف کرو کہ آسمان پر تمہارا بھی ایک مالک ہے"۔ (کُلسیوں ۴: ۱)۔

ہر گھر میں نوکر یا ملازم نہیں رکھے جاتے۔ لیکن جہاں کہیں نوکر رکھے جاتے ہیں اُن کو یاد رکھنا چاہیئے کہ مسیحی مذہب کی تعلیم کے مطابق مالکوں کے چند ایک فرائض ہیں جو بہت ضرُوری ہیں۔ ویسے تو پُرانے عہد نامہ میں لکھا ہے کہ نوکروں کے ساتھ کیسا سلُوک کرنا چاہیئے۔ بعض اوقات مالک بالکل بھُول جاتے ہیں کہ نوکر بھی ہماری مانند انسان ہیں اور اُن کو ہر وقت جھِڑکنا اور اُن پر ناراض ہونا ٹھیک نہیں۔ مانا کہ نوکر بھی بہت بے پروائی کرتے اور نقصان بھی کرتے ہیں۔ مالک کی چیزیں بھی چُرا لیتے ہیں۔ لیکن اُن سے نرمی سے کام لینا چاہیئے اور جہاں تک ممکن ہو صبر و برداشت سے۔

مقدّس پولُس کہتا ہے "اے مالکو تم بھی جھِڑکیاں چھوڑ کر اُن کے ساتھ ایسا ہی سلُوک کرو۔ کیونکہ تُم جانتے ہو کہ اُن کا اور تمہارا مالک آسمان پر ہے اور وُہ کسی کا طرفدار نہیں"۔ (افسیوں ۶: ۹)۔

یعقوب ۵: ۴ میں لکھا ہے "دیکھو جن مزدوروں نے تمہارے کھیت کاٹے۔ اُن کی مزدُوری جو تُم نے دغا کرکے رکھ چھوڑی، چلاّتی ہے اور فصل کاٹنے والوں کی فریاد ربُّ الافواج کے کانوں تک پہنچ گئی ہے"۔ احبار ۱۹: ۱۳ میں مرقوم ہے "مزدُور کی مزدُوری تیرے پاس ساری رات صبح تک نہ رہنے پائے"۔ استثنا ۲۴: ۱۴ میں آیا ہے "تُو اپنے غریب محتاج خادم پر ظلم نہ کرنا"۔

نوکروں پر ہر وقت سختی کرنا ہرگز دُرست نہیں - جب ہم خود اپنے خالق و مالک کے حضور اپنی غلطیوں اور قصوروں کی مُعافی کے لئے دُعا کرتے ہیں تو کیا ہم پر واجب ہے کہ ہم اپنے قصورواروں کو مُعاف نہ کریں؟ خُداوند کی اُس تمثیل کو یاد کیجئے جہاں دو قرضداروں کا ذکر ہے - ایک قرضدار نے اپنے مالک سے اپنا بڑا قرض مُعاف کروایا تھا لیکن جب اُس کے ہم خدمت نے آکر اپنا تھوڑا سا قرض معاف کروانا چاہا تو اُس نے کیا کہا اور بعد میں خود اُس کے ساتھ کیسا سلُوک کیا گیا؟

اٹھارھواں روز

نوکروں کے فرائض

"جتنے نوکر جُوئے کے نیچے ہیں اپنے مالکوں کو کمال عزّت کے لائق جانیں تاکہ خُدا کا نام اور تعلیم بدنام نہ ہو۔" (۱۔تیمتھیس ۶: ۱)

کل آپ نے نوکروں سے متعلّق مالکوں کے فرائض پڑھے۔ آج ہم اُن فرائض پر غور کرینگے جو نوکروں کے ذمّہ ہیں۔ کیونکہ شاید آپ میں سے بعض یا آپ کے شوہر نوکر ہوں۔ لہٰذا آپ کو اُن فرائض کا علم ہونا چاہیے جو مالکوں سے متعلّق نوکروں کے لئے پاک کلام میں درج ہیں:-

کلامِ پاک میں دو قسم کے نوکروں کا ذکر آیا ہے۔ اوّل اُن کا جو نیک تھے یعنی جنہوں نے دیانت داری اور نیک دِلی سے اپنے مالکوں کی خدمت کی اور اُن کی برکت کا باعث ٹھہرے۔ مثلاً یعقوب نے لابن کی خدمت کی ایسی کہ لابن اُس کی منّت کرتا ہے کہ وہ نہ جائے اور کہتا ہے "میں جان گیا ہُوں کہ خُداوند نے تیرے سبب سے مجھ کو برکت بخشی۔" (پیدائش ۳۰: ۲۶-۲۷)۔ پھر یوسف۔ سموئیل۔ داؤد اور اُس اسرائیلی بچّی کا حال پڑھیئے۔ یہ سب نیک تھے اور اپنے مالکوں کے تابعدار اور اُن کے خیر خواہ تھے۔ رسُولوں کے زمانہ میں نیبی، اور اُنیسمس کا ذکر پڑھیئے۔

پھر آپ اُن نوکروں کی بابت بھی پڑھیئے جو نیک نیّت اور دیانت دار نہ تھے۔ مثلاً ہاجرہ جب اُسے معلوم ہُوا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تو اپنی بی بی کو حقیر جاننے لگی" (پیدائش ۱۶: ۴)۔ زمری جس نے اپنے آقا کے خلاف سازش کی اور جیحازی اور ایُوب کا نوکر۔ وغیرہ۔ وغیرہ۔

پطرس نوکروں کو نصیحت کرتا اور کہتا ہے "اے نوکرو۔ بڑے خوف سے اپنے مالکوں کے تابع رہیں۔ نہ صرف نیکوں اور حلیموں کے بلکہ بدمزاجوں کے بھی ...... ہاں اگر نیکی کرکے دکھ پاتے اور صبر کرتے ہو تو یہ خدا کو پسندیدہ ہے اور تم اسی کے لئے بلائے گئے ہو" (۱-پطرس ۲: ۱۸-۲۱)۔ ططس ۲: ۹ و ۱۰ میں لکھا ہے "نوکروں کو نصیحت کر کہ اپنے مالکوں کے تابع رہیں اور سب باتوں میں انہیں خوش رکھیں اور ان کے حکم سے کچھ انکار نہ کریں۔ چوری چالاکی نہ کریں بلکہ ہر طرح کی دینداری اچھی طرح ظاہر کریں تاکہ ان سے ہر ایک بات میں ہمارے منجی خدا کی تعلیم کو رونق ہو"۔

اُنیسواں روز

ہمسایوں کے ساتھ تعلّقات

"اپنے پڑوسی سے اپنے برابر محبّت رکھ"۔ (متّی ۲۲: ۳۹)

بنی اسرائیل کو جو حُکم مُوسےٰ کی معرفت دیئے گئے تھے۔ اُن میں سے نواں اور دسواں حُکم یہ ہے "تُو اپنے پڑوسی کے خلاف جھُوٹی گواہی نہ دینا۔ تو اپنے پڑوسی کے گھر کا لالچ نہ کرنا...... اور نہ اپنے پڑوسی کی کسی چیز کا لالچ کرنا"۔ ہمسایوں کے حق بہت سے ہیں اور ہمسائے بھی ہر ایک کے ہوتے ہیں۔ پس لازم ہے کہ ہم پاک کلام میں جو کچھ اس کے متعلّق لکھا ہے۔ اُس پر غور کریں۔ تاکہ ہم اِس امر میں خُدا کی مرضی کے مطابق چلیں۔ ہمارے خُداوند سے ایک عالمِ شرع نے دریافت کیا کہ اُس کا پڑوسی کون ہے۔ آپ نے نیک سامری کی تمثیل سُنا کر یہ بتا دیا کہ ہر وہ شخص جو کسی طرح کی مُصیبت میں گرفتار ہو۔ ہماری مدد اور ہمدردی کا حقدار ہے۔ پس انجیلِ جلیل کی تعلیم کے مطابق تمام انسان ایک دُوسرے کے ہمسائے یا پڑوسی ہیں۔

پُرانے عہد نامہ میں اور بہت سے مقاموں میں پڑوسیوں کے متعلّق حُکم درج ہیں۔ احبار ۱۹: ۱۵-۱۷ میں لکھا ہے "راستی کے ساتھ اپنے ہمسایہ کا انصاف کرنا۔ تُو اپنی قوم میں اِدھر اُدھر لُترا پن نہ کرتے رہنا اور نہ اپنے ہمسایہ کے خُون کرنے پر آمادہ ہونا بلکہ اپنے ہمسایہ سے اپنی مانند محبّت کرنا"۔ داؤد زبُور ۱۵ میں سوال پُوچھتا اور کہتا ہے "خُداوند کے خیمہ میں کون رہیگا۔ تیرے کوہِ مُقدّس پر کون سکُونت کرے گا"۔ پھر آپ ہی کہتا ہے "وُہ جو اپنے دوست سے بدی نہیں کرتا اور اپنے ہمسایہ

کی بدنامی نہیں سُنتا"۔

عورتوں کی عام عادت ہے کہ آپس میں بیٹھ کر اپنے ہمسایوں کے متعلّق بات چیت کرتی ہیں اور اُن کی عیب جوئی اور بدگوئی بھی کرتی ہیں۔ لیکن خُدا اس کو لتراپن کہتا ہے۔ اِس سے بہت سی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ دُوسروں کے تنکوں پر آنکھ نہ جمانا چاہیئے بلکہ اپنے شہتیروں کو دیکھنا چاہیئے۔ افسی ۴: ۲۵ میں آیا ہے "جھوٹ بولنا چھوڑ کر ہر ایک شخص اپنے پڑوسی سے سچ بولے۔ کیونکہ ہم آپس میں ایک دُوسرے کے عضو ہیں"۔ کُلسّی ۳: ۱۳ میں پولُس کہتا ہے" اگر کسی کو دُوسرے سے شکایت ہو تو ایک دُوسرے کی برداشت کرے"۔

اگر کلامِ پاک میں لکھی ہُوئی آیات پر عمل کیا جائے تو پھر دُنیا سے جھگڑا اور فساد دُور ہو جائے اور انسان انسان سے جنگ نہ کرے، نہ ہی مُلک اپنے ہمسایہ مُلک کی چیزوں کا لالچ کر کے اُس پر حملہ کرے۔ پس ہم میں سے ہر ایک کو اپنے ہمسایہ سے محبّت رکھنا اور ہر وقت اُس کی مدد کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔

بیسواں روز

تفریحِ طبع (یعنی طبیعت کو خوشی بخشنا)

"خداوند میں خوش رہو - پھر کہتا ہوں خوش رہو"۔ (فلپی ۴ : ۴)

گھر کے دھندوں سے فرصت پاکر گھر والی کو سیر اور دل بہلانے کی ازبس ضرورت ہے۔ اِس سے دل و دماغ دونوں تروتازہ ہوتے ہیں اور طبیعت بھی خوش رہتی ہے۔ تمام وقت ایک ہی قسم کے کام کرنے اور گھر کی چار دیواری میں ہر وقت بند رہنے سے طبیعت اُکتا جاتی ہے۔ شہروں میں تو دل بہلانے کے بہت سے طریقے ہوتے ہیں۔ گاہے گاہے سینما میں جا کر ایسی تصویروں کا دیکھنا جن سے انسان کے معلومات بڑھتے ہیں مفید ہوتا ہے۔ لیکن معمولی حیثیت کے لوگوں کے لئے اکثر ایسا کرنا ممکن نہیں ہوتا۔

تفریح کے ایسے سامان بھی ہیں جو قدرت نے ہر حیثیت کے لوگوں کے لئے مُفت مہیّا کئے ہیں۔ مثلاً باغوں میں سیر کے لئے جانا۔ چلنے میں ورزش بھی ہوتی ہے۔ رنگ برنگ کے پھُولوں کے دیکھنے سے دل خوش ہوتا ہے اور اُن کی خوشبُو سے دماغ کو فرحت پہنچتی ہے۔ پھر جہاں کہیں دریا قریب ہو وہاں اَور ہی قسم کا نظارہ میسّر ہوتا ہے۔ دیہات میں نہریں ہوتی ہیں اور گاؤں والے اکثر اُن کے کنارے سَیر کو جاتے ہیں۔ غریبوں کے دِل بہلاؤ کے طریقے بہت سادہ ہوتے ہیں اور خرچ کچھ نہیں ہوتا۔ ان طریقوں سے صحت قائم رہتی ہے۔ اور یہ سب انسانوں کا فرض ہے کہ اپنی جسمانی تندرُستی کا خاص خیال رکھیں جیب جسمانی۔ رُوحانی اور دماغی صحت دُرست ہوتی ہے تو انسان خود بخود خوش رہتا ہے۔ پَولُس رسول اِسی خوشی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اپنی ساری فکروں کو

خُداوند پر ڈالنا چاہیئے پھر حقیقی خُوشی حاصل ہوتی ہے اور اسے ہی خُداوند میں خُوش رہنا کہتے ہیں۔ مسیحی تفریح کو فضل کا ذریعہ ہونا چاہیئے نہ ایسا کہ اُس سے مسیحی کی رُوح کو نقصان پہنچے یا اُس میں کسی قسم کی ناپاکی کے آنے کا ڈر ہو۔

دوستوں اور رشتہ داروں کے گھر جانے اور اُن کی خیر و عافیت پُوچھنے اور اُن سے مُلاقات کرنے سے بھی دِل خُوش ہوتا ہے۔ فلپی ۲ : ۲۸ میں پَولُس جب اِپفردِتُس کو فلپیّوں کے پاس بھیجتا ہے تو کہتا ہے "تُم بھی اُس کی ملاقات سے پھر خوش ہو جاؤ"۔ عورت کو بھی اِسی طرح اپنی دوستوں کے ملنے سے خُوشی نصیب ہوتی ہے۔ قدیم یونانی کہا کرتے تھے کہ تندرُست جسم ہی میں تندرست دماغ اور عقلِ سلیم ہو سکتے ہیں۔ ہم کو خُداوند کی خدمت کے لئے زور اور طاقت کی ضرورت ہے اور ساتھ ہی جسمانی صحت کی بھی۔ پَولُس افسی ۶ : ۱۰ میں کہتا ہے "خُداوند میں اور اُس کی قُدرت کے زور میں مضبُوط ہوتے جاؤ"۔

اکیسواں روز

غیر مسیحیوں کے ساتھ تعلقات

"اسی طرح تمہاری روشنی آدمیوں کے سامنے چمکے تاکہ وہ تمہارے نیک کاموں کو دیکھ کر تمہارے باپ کی جو آسمان پر ہے تمجید کریں۔"

(متی ۵: ۱۶)

ہم غیر مسیحی ملک میں غیر مسیحیوں کے درمیان رہتے ہیں اور ہم کو اُن کے ساتھ میل ملاپ پیدا کرنا اور راہ و ربط قائم کرنا چاہئے۔ بعض اُن میں سے نہایت نیک۔ خوش خلق۔ ہمدرد اور مدد کرنے والے ہوتے ہیں۔ اور ہم سے محبت بھی رکھتے ہیں۔ لہٰذا اگر ہم اُن سے نہ ملینگے تو ہم اُن کو اپنے پیارے خُداوند کے متعلق کیسے بتا سکینگے۔ ہر مسیحی کا فرض ہے کہ وہ نجات کا پیغام دُوسروں تک پہنچائے۔

خُدا کی محبت کی خبر جو آپ کو ملی ہے۔ آپ اُسے اپنے تک محدُود نہیں رکھ سکتیں۔ جب تک آپ اُس کو دُوسروں تک نہ پہنچائیں آپ خود اُس سے برکت نہیں پا سکتیں۔ پس ہم کو اُن لوگوں کے ساتھ جن کو ہم اپنے خُداوند کے قدموں میں لایا چاہتے ہیں محبت رکھنا ہے اور ان کے ساتھ ہمدردی سے پیش آنا اور ہر طرح سے اُن کی مدد کرنا ہے۔ اور یہ اُسی وقت ممکن ہو سکتا ہے جبکہ خود ہمارے دلوں میں خُدا کی محبت بھری ہو۔ پھر وہ ہماری آنکھوں سے ظاہر ہوگی اور ہمارا کلام اُس سے لبریز ہوگا۔ بلکہ اگر دُوسروں کے بچانے میں ہم کو اُس محبت کو دوبارہ صلیب پر نذر کر دینے کی ضرورت ہو تو ہم اُس کے لئے تیار ہونگے۔ اور ہمارے تمام کام خُدا کی مرضی کے مطابق اور دُنیا کی برکت کا

کا باعث ہوں گے۔

چاہیئے کہ ہمارے اندر سے ہر وقت برکتوں کا چشمہ بہتا رہے تاکہ ہمارے گرد و نواح کے لوگ اُس سے سیراب ہوں۔ آپ کی روشنی کو نہ صرف آپ کے اپنے گھر ہی کو روشن کرنا ہے بلکہ اُس کی شعاعوں کو جہاں تک وہ پہنچ سکیں، پہنچنا ہے۔ لوگ تاریکی میں بھٹک رہے ہیں۔ ہمیں ہی اُنہیں روشنی میں لانا ہے۔ ہمیں اپنے ایمان کے بانی یسوعؔ کو تکتے رہنا چاہیئے تاکہ اُس کی خوبصورتی اور جمال کا نقش ہم پر منقش ہو۔ آج بھی لوگ کہہ رہے ہیں "جناب ہم یسوعؔ کو دیکھنا چاہتے ہیں" اُنہوں نے اُس کے متعلق پڑھا اور سُنا تو ضرور ہے لیکن اَب وُہ اُسے دیکھنا چاہتے ہیں۔ کیا آپ خُداوند یسوعؔ کو اُنہیں دکھا سکتے ہیں؟ ہاں مسیحی کی زندگی میں ہی اُس کا دیدار حاصل ہو سکتا ہے۔ خُداوند خُدا جو اِس دُنیا کا خالق و مالک ہے ہم کو ایک ذریعہ بنانا چاہتا ہے تاکہ ہمارے وسیلہ سے انجیل کی خوشخبری اوروں تک پہنچے۔ یہ عین اُس کی مہربانی ہے ورنہ بھلا ہم کیا اور ہماری اوقات کیا۔ خُدا کا شکر ہے کہ وُہ ہم ایسی ادنیٰ ہستیوں کو اِس مبارک خدمت کے لئے استعمال کرتا ہے۔ پس ہمیں چاہیئے کہ اُس سے مدد اور رہنمائی کی درخواست کرتے ہُوئے اِس عظیم خدمت کو انجام دیں +

بائیسواں روز

جوانوں کو آزمائش سے بچنے کی نصیحت

"کیونکہ ہمارا ایسا سردار کاہن نہیں جو ہماری کمزوریوں میں ہمارا ہمدرد نہ ہوسکے۔ بلکہ وُہ سب باتوں میں ہماری طرح آزمایا گیا تو بھی بے گناہ رہا"۔ (عبرانی ۴: ۱۵)

"جوان عورتوں کو سمجھائیں کہ وُہ اپنے اپنے شوہروں کو پیار کریں بچوں کو پیار کریں اور مُتّقی اور پاکدامن ہوں۔ اور گھر کا کاروبار کرنے والی اور مہربان ہوں اور اپنے اپنے شوہر کے تابع رہیں تاکہ خُدا کا کلام بدنام نہ ہو۔ (ططس ۲: ۴) ⁂

انسان مختلف آزمائشوں کا شکار ہوتا رہتا ہے شیطان ہر وقت جال پھیلائے رکھتا ہے تاکہ کسی نہ کسی کو پھانس لے۔ نوجوانوں کے سامنے بہت سی آزمائشیں آتی ہیں اور ناتجربہ کار اور کم عُمر ہونے کی وجہ سے اکثر وُہ اُن میں گر پڑتے ہیں۔ انسان ہونے کی وجہ سے ہمارے خُداوند کو بھی انواع و اقسام کی آزمائشوں سے دوچار ہونا پڑا۔ چونکہ آپ نے غریب گھر میں جنم لیا تھا لہٰذا شیطان لعین نے آپ کو دُنیا کی تمام شان و شوکت دکھا کر آپ کو آزمانا چاہا۔ چالیس دِن و رات کے فاقہ کے بعد آپ کو کمزور جان کر آزمایا۔ لیکن آپ برابر اُس کا مقابلہ کرتے رہے اور ہر آزمایش پر غالب آئے ⁂

خُداوند مسیح دُعا کے عادی تھے اور ہمیشہ اپنے باپ کی رفاقت میں رہتے تھے۔ لہٰذا آپ نے کبھی گُناہ نہ کیا اور کامل انسانیّت کے درجہ کو حاصل کیا۔ ہر قسم کے مرد و زن سے آپ ملتے تھے لیکن کسی کی بُری صحبت نے آپ پر اثر نہ

کیا بلکہ آپ کی زندگی اور آپ کا کلام ایسا تھا کہ بڑے سے بڑا گنہگار بھی اُن سے
اثر پذیر ہوکر آپ کے قدموں میں آکر آپ کا پیرو ہو گیا۔ یہ ہے آپ کا نیک
اور اعلےٰ نمونہ جو ہر مسیحی کے پیشِ نظر ہونا چاہیئے۔ جوانوں کو اسی کی تقلید کرنا ہے
آج کل بھی لوگوں کے سامنے اُسی قسم کی آزمائشیں آتی ہیں۔ تمام چیزیں
گراں ہیں۔ خوراک اور پوشاک کا بہم پہنچانا ازبس مشکل ہے۔ لیکن ایسے میں بھی
جہاں کہیں عیش و عشرت کا سامان نظر آیا لوگ فوراً جائز اور ناجائز طریق سے
اُسے حاصل کرنے کی کوشش کرنے لگتے ہیں۔ غیر مسیحیوں کے درمیان رہنا اور
اُن سے میل ملاپ پیدا کرنا بھی ازحد ضروری ہے کیونکہ اسی طرح انجیل کی خوشخبری
اُن تک پہنچائی جا سکتی ہے۔ لیکن اِس معاملہ میں حد سے زیادہ کام نہ لینا چاہیئے
چونکہ وُہ لوگ مسیحیوں کی نسبت مالی طور پر زیادہ خوشحال ہیں اِس لئے بہت
سی مسیحی لڑکیاں اور مسیحی عورتیں اُن سے بیاہ شادی کر لیتی اور بعد میں خرابیوں کے
پیدا ہوتے پر افسوس کرتی ہیں لیکن پھر پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چُگ گئیں کھیت
والدین اور خاص کر ماں کو شروع ہی سے اِس کا خیال رکھنا چاہیئے۔ بچوں کی مذہبی
تعلیم و تربیت ایسی ہونا چاہیئے کہ اُن کے دل میں اپنے مذہب اور مذہب کے بانی کے
لئے ایسی محبت ہو کہ خواہ کیسی ہی تنگی یا مشکل کیوں نہ ہو وُہ اس کا انکار نہ کریں
اور اپنے ایمان پر قائم رہیں۔ ماؤں کو ہر وقت خدا سے عقل و فہم کے لئے دُعا کرنے کی
ضرورت ہے۔ جو بچے ایسی فضا میں پرورش پاتے ہیں وُہ کبھی غلط قدم نہیں اُٹھاتے۔
جوان بیویوں کو اپنے شوہروں اور بچوں کو پیار کرنے کی نصیحت کی گئی ہے اُنہیں پاکدامن متقی بھی
اور مہربان ہونا ہے تاکہ اُن کا گھر برباد نہ ہو اور اُن کے بچے محفوظ و سلامت رہیں۔ اُن کے آزمائش
میں پڑنے سے تمام گھر مصیبت میں پڑ جاتا ہے اُن کو ہر وقت اپنی ذمہ داری اور فرائض کا احساس ہونا
چاہیئے۔ گھر کی بڑی بوڑھیوں کو ہر وقت نوجوانوں کو سمجھانا چاہیئے تاکہ وُہ آزمائش میں گرفتار نہ ہوں۔

تنتیسواں روز

خیرات

"بھلائی اور سخاوت کرنا نہ بھولو اس لئے کہ خدا ایسی قربانیوں سے خوش ہوتا ہے"۔ عبرانی ۱۳: ۱۶

"سیراب کرنے والا خود بھی سیراب ہوگا"۔ (امثال ۱۱: ۲۵)

ہر مذہب اور ہر زمانہ میں خیرات سے متعلق ہدایات موجود ہیں۔ قدیم زمانہ سے لے کر اب تک لوگ خیرات کرتے آئے ہیں۔ یہ خیال عام طور پر رائج ہے کہ خیرات کرنے سے انسان خود بھی برکتیں حاصل کرتا ہے۔ اور یہ ہے بھی درست کہ جتنا دو گے اتنا ہی زیادہ پاؤ گے۔ چشمہ میں سے جس قدر پانی نکلیگا اُسی قدر پیچھے سے اور آتا جائیگا اور بہتے چشمے کا پانی ہوتا بھی صاف، ستھرا اور میٹھا ہے۔ ہمارے خداوند یسوع مسیح نے اپنے پہاڑی وعظ کے دوران میں خیرات سے متعلق تعلیم دی۔ لیکن آپ نے فریسیوں کی ظاہرداری و ریاکاری کو مدِنظر رکھ کر فرمایا "جب تو خیرات کرے تو اپنے آگے نرسنگا نہ بجوا۔ جیسا ریاکار عبادت خانوں اور کوچوں میں کرتے ہیں۔ تاکہ لوگ اُن کی بڑائی کریں۔ بلکہ جب تُو خیرات کرے تو جو تیرا دہنا ہاتھ کرتا ہے اُسے تیرا بایاں ہاتھ نہ جانے تاکہ تیری خیرات پوشیدہ رہے۔ اس صورت میں تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے تجھے بدلہ دے گا۔" (متی ۶: ۲-۴)

خدا نیت و ارادہ کو دیکھتا ہے۔ اگر کوئی محض دکھاوے کے لئے خیرات کرے تو اُس کا درجہ کچھ نہیں۔ لیکن جب غریب اپنی غریبی کے

باوجود صدق دِلی سے خیرات دیتا ہے تو خداوند اُسے خوشی سے قبول کرتا ہے بیوہ کے چھدام یاد رکھئے۔ پس کوئی یہ نہ کہے کہ میں تو بہت تنگ دست ہوں اور میرے پاس خیرات کے لئے کچھ بھی نہیں۔ پولُس مکدُونیہ کی کلیسیا کی بابت کہتا ہے کہ "مُصیبت کی بڑی آزمائش میں اُن کی خوشی اور سخت غریبی نے اُن کی سخاوت کو حد سے زیادہ کر دیا"۔

یہاں ملاحظہ فرمایئے سخت غریبی اور مُصیبت کے بھی اچھّے نتائج ہو سکتے ہیں۔ پھر پولُس کہتا ہے "خیرات کرنے والا سخاوت سے خیرات کرے"۔ وُہ یہ بھی فرماتا ہے کہ اپنی آمدنی میں سے پہلے ہی کچھ رکھ لینا چاہیے تاکہ دینے کو کچھ ہو۔ خُدا یہ نہیں دیکھتا کہ کیا رقم دی گئی ہے بلکہ کس نیّت سے دی گئی ہے۔ ۲ کرنتھی ۸: ۱۲ میں صاف لکھا ہے "اگر نیّت ہو تو خیرات اُس کے موافق قبول ہوگی جو آدمی کے پاس ہے"۔ امثال ۱۹: ۱۷ میں مرقوم ہے "جو مسکینوں پر رحم کرتا ہے وُہ خُداوند کو قرض دیتا ہے"۔

چوبیسواں روز

گرجہ گھر اور پاسبان سے متعلق فرائض

"مقدسوں کی خدمت کرنے کے لئے یروشلیم کو جاتا ہوں" (رومی ۱۵: ۲۵)

"جو تمہیں نصیحت کرتے ہیں اُنہیں مانو اور اُن کے کلام کے سبب سے محبت کے ساتھ اُن کی عزت کرو - (۱- تھسلنیکیوں ۵ : ۱۳) -

ہر مذہب میں ہادیانِ مذہب کی پرورش اور اُن کی احتیاجات کا رفع کرنا اور اُن کی تمام ضروریات کا پورا کرنا اُس مذہب کے ماننے والوں کے ذمہ ہوتا ہے - یہود کے کاہنوں - ہندوؤں کے پنڈتوں مسلمانوں کے مولویوں اور اسی طرح دیگر مذاہب کے ہادیوں کا حال پڑھیے اور دیکھیے کہ لوگ کس طرح اُن کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں، ہر خاص موقع پر اُن کو بلاتے اور ہر بات میں اُن کو شامل کرتے ہیں - حتّٰے کہ وُہ لوگ تو اکثر اوقات کافی مال دار ہو جاتے ہیں، کیونکہ اُنہیں لوگوں کو لوٹنے کے بیسیوں ڈھکوسلے یاد ہیں -

اب ذرا ہمارے پادری صاحبان کی جانب متوجّہ ہوں - دیکھیے کہ وُہ حقیقی معانی میں خادمانِ دین ہوتے ہیں اور کلیسیاء کے شرکاء یہی خیال کرتے ہیں کہ وہ گویا اُن کے بے دام غلام ہیں - اُن کی زندگیاں خود انکاری کی زندگیاں ہوتی ہیں - بڑی کم تنخواہیں ملتی ہیں بلکہ اُن سے توقع بھی یہی کی جاتی ہے کہ وُہ بیچارے کسی دُنیوی نعمت کا خیال تک نہ کریں - نہ ہی کسی اچھی چیز کے لئے اُن کے دل میں کبھی خواہش پیدا ہو - ہر بات میں اُن کی نکتہ چینی کے لئے لوگ تیار رہتے ہیں - کیوں صاحب، کیا وُہ انسان نہیں یا انسانی طبیعت کے مالک نہیں ؟

وہ دین کی خدمت کرتے ہیں اور اُن کی احتیاجات کا رفع کرنا شرکائے کلیسیاء کا کام ہے۔ اُن کی واجب تعظیم و تکریم کرنا ہمارا فرض ہے چاہیئے کہ کلیسیا کے لوگ اپنے پاسٹر صاحب کو اپنی ہر خوشی میں شامل کریں۔ پادری ایک معنی میں ہر ایک خاندان کا شریک ہوتا ہے۔ یہ درُست نہیں کہ اُن کو محض تکلیف و مُصیبت کے وقت ہی یاد کریں اور اپنی خُوشی کے موقعوں پر اُن کو بھُول جائیں۔ گرجہ جانا ہر مسیحی کا فرض ہے۔ وُہ خُدا کا گھر ہے۔ وہاں نہ صرف صاف ستھرا لباس پہن کر جانا چاہیئے بلکہ صاف دِلی کے ساتھ۔ کیونکہ خُدا دِلوں اور ارادوں پر نظر کرتا ہے۔ پادری صاحبان کی مدد کرنا ہمارا فرض ہے لیکن نہ اِس طرح کہ گویا اُن پر احسان کیا جاتا ہے۔

پچیسواں روز

خدمت

"ابنِ آدم اس لئے نہیں آیا کہ خدمت لے بلکہ اِس لئے کہ خدمت کرے۔"

(متّی ۲۰: ۲۸)

"بہت سی عورتیں جو گلیل سے یسوع کے پیچھے پیچھے اُس کی خدمت کرتی ہُوئی آئی تھیں....." وغیرہ (متی ۲۷: ۵۵)۔

ہمارا خُداوند یسوع مسیح دُنیا میں خدمت کرنے آیا تھا نہ کہ خدمت لینے۔ کیا یہ حیرانی کی بات نہیں کہ وُہ جو دُنیا کا خالق و مالک اور بادشاہوں کا بادشاہ ہے دُنیا میں آکر بنی نوعِ انسان کی خدمت کرتا ہے؟ حضُور مسیح کے حقیقی پیرو بھی آپ کے نمُونہ پر چل کر یہی کرتے چلے آئے ہیں اور یہی کرتے چلے جائینگے اور ہم کو بھی یہ حُکم دیا گیا ہے کہ ہم آپ کے نقشِ قدم پر چلیں کیونکہ خُداوندِ مسیح ہی ہمارا بہترین نمُونہ ہیں۔

خدمت کس کی کی جائے؟ سب سے پیشتر مُقدسوں کی۔ پولُس رسُول رومیوں کو خط لکھتے ہُوئے کہتا ہے "بالفعل تو مقدّسوں کی خدمت کرنے کو یروشلیم جاتا ہُوں"۔ بعدازاں خلقِ خُدا کی خدمت کریں کیونکہ خُدا کی خدمت کرنا درحقیقت اِسی طریق سے ممکن ہے۔ جس کسی کو ہماری خدمت کی ضرورت ہو خواہ وُہ کسی صُورت ہی میں کیوں نہ ہو۔ چاہیئے کہ ہم بلاتمیز شخصیّتوں کے اُس کو انجام دیں۔ مسیحی کی زندگی کو خدمت کی زندگی ہونا چاہیئے۔ خُداوند تعالےٰ نے کسی کو کوئی بخشش، کسی کو کوئی توڑا عطا فرمایا ہے پس لازم ہے کہ ہم اُس کو ایمانداری کے ساتھ اُسی کی خدمت و جلال

کے لئے استعمال کریں۔

یاد رکھئے کہ خدمت بطور ایک زینہ ہے جس پر قدم رکھتے ہوئے ہم آسمانی بلندیوں تک پہنچ جاتے ہیں۔ فرشتے ہر وقت خُدا کی خدمت بجالاتے ہیں اور خدمت ہی کے ذریعہ سے ہم میں گویا اُلوہیت کا عُنصر آجاتا ہے کیونکہ ہم اپنے خُداوند کے نقشِ قدم پر چل کر اُس سے مُشابہ ہو جاتے ہیں اور اِس کارِ عظیم میں فرشتوں بلکہ اپنے خُداوند کے حِصّہ دار بن جاتے ہیں۔ ہم میں مسیح کا سا مزاج ہو جاتا ہے۔ خِدمت ہی ناصرت کے بڑھئی کی زندگی کی کامیابی کا راز تھی۔ وُہ اِس دُنیا میں محض دُوسروں کے لئے زندگی بسر کرتا تھا۔ کاشکہ میری اور آپ کی ایسی خِدمت ہو کہ دُنیا ہمارے متعلّق بھی کہہ سکے "جو کچھ وُہ کر سکی اُس نے کِیا"۔

چھبیسواں روز

ہمدردی اور تیمار داری

"برادرانہ محبت سے ایک دوسرے کو پیار کرو"۔ (رومی ۱۲: ۱۰)۔
"خوشی کرنے والوں کے ساتھ خوشی کرو اور رونے والوں کے ساتھ روؤ" ——— (رومی ۱۲: ۱۵)

مسیح کی محبت جو اُس کے بندوں کے دلوں میں اُس کے لئے ہے۔ اُن کو مجبور کر دیتی ہے کہ وہ اپنے ہم جنسوں کے ساتھ محبت رکھیں۔ کلام پاک میں آیا ہے "تو اپنے پڑوسی سے اپنی مانند محبت کرنا"۔ پھر لکھا ہے "جو پردیسی تمہارے ساتھ رہتا ہو اُسے دیسی کی مانند سمجھنا۔ بلکہ تو اُس سے اپنی مانند محبت کرنا"۔

ہمدردی مسیحی کا خاص وصف ہے۔ ممکن نہیں کہ وہ کسی کو تکلیف میں دیکھے اور اُس کی مدد کرنے کو تیار نہ ہو۔ ہمارے خداوند کی زندگی میں آپ نے بنی نوع انسان کے لئے اُس کی محبت اور ہمدردی کا ملاحظہ فرمایا۔ کوئی بیکس و ناچار راندہ و بیمار اُس کے پاس سے مایوس واپس نہ گیا۔ آپ کے شاگردوں نے بھی یہ بات آپ سے بخوبی سیکھ لی تھی۔ ہم میں سے ہر ایک تو شفا بخشنے کا کام انجام نہیں دے سکتا لیکن کم از کم ہم بیماروں کی دیکھ بھال تو کر ہی سکتے ہیں۔ اگر ہر ایک مسیحی عورت کسی قدر نرسنگ کا کام سیکھ لے تو ضرور فائدہ ہوگا۔ بیماروں کے پاس جا کر اُن کے لئے دعا کرنا چاہئے اس سے بیمار کو بہت تسلی ہوتی ہے اور ایسے وقت میں کسی کے ساتھ دعا کرنے سے اُن کی زندگیوں پر بڑا اثر پڑتا ہے۔

خُداوند یسُوع مسیح کے نیک نمونہ اور فرمان ہی کا نتیجہ ہے کہ مسیحیوں نے شفاخانے۔ کوڑھی خانے اور یتیم خانے وغیرہ۔ وغیرہ جا بجا کھول رکھے ہیں جہاں بے شمار حاجتمندوں کو آرام و راحت نصیب ہوتی ہے۔ دوستوں اور عزیزوں کے ساتھ ہمدردی اور محبّت کا سلُوک کرنا تو آسان ہوتا ہے لیکن غیروں کے ساتھ اور بالخصُوص اُن کے ساتھ جنھوں نے آپ سے نیک سلُوک نہ کیا ہو ایسا کرنا مُشکل ہوتا ہے۔ لیکن ایسے ہی وقت میں خُداوند یسُوع مسیح خاص طور پر ہم کو توفیق عطا فرماتا ہے اور ہم اُن کی مدد کے لئے تیار ہو جاتے ہیں ؞

ستائیسواں روز
تکلیف و مُصیبت کی برداشت کرنا

"اگر نیکی کر کے دُکھ پاتے اور صبر کرتے ہو تو یہ خُدا کے نزدیک پسندیدہ ہے"۔ (۱-پطرس ۲: ۱۹)۔

"اِس زمانہ کے دُکھ درد اِس لائق نہیں کہ اُس جلال کے مقابل ہو سکیں جو ہم پر ظاہر ہونے والا ہے"۔ (رُومی ۸: ۱۸)۔

"خُدا کے وارث اور مسیح کے ہم میراث۔ بشرطیکہ ہم اُس کے ساتھ دُکھ اُٹھائیں تاکہ اُس کے ساتھ جلال بھی پائیں"۔ (رُومی ۸: ۱۷)۔

ہر انسان کی زندگی میں کبھی نہ کبھی مُصیبت۔ رنج والم رُونما ہوتے ہیں خواہ وُہ کوئی بھی صُورت کیوں نہ اختیار کریں۔ اور یہ انسانی نیکی یا بدی پر منحصر نہیں۔ کیونکہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ خُدا کے نیک اور مُقدّس بندے زیادہ دُکھ یا تکلیف میں پڑتے ہیں۔ عموماً جو لوگ خُدا سے بے پروا ہوتے ہیں وُہ دُنیوی برکتوں سے مالامال ہو کر زندگی کا خُوب لُطف اُٹھاتے ہیں۔ شیطان اپنے بندوں کو عیش و عشرت دینے کا وعدہ کرتا ہے لیکن خُداوند یسُوع مسیح کے بندوں کو اُس کے دُکھوں میں شامل ہونا ہے تاکہ بالآخر اُس کے جلال میں بھی شریک ہو سکیں۔ مسیحی کے لئے ضروری ہے کہ وُہ دُکھوں کے دریا میں ہو کر گُذرے جس کے پار وعدہ کی ہُوئی زمین ہے۔ جہاں پہنچ کر وُہ اپنے دُکھوں سے آزاد ہو کر ابدی آرام حاصل کرتا ہے۔

دُکھ ہی کے ذریعہ سے ہماری زندگی بہتر بنتی ہے۔ ہم صبر و برداشت کے سبق سیکھتے ہیں اور اِس طریق سے مسیحی دُوسروں کے دُکھ درد کو بہتر

سمجھ سکتا ہے لہٰذا اُن کے ساتھ ہمدردی اور محبّت کا سلوک کر سکتا ہے۔ نیکی کی خاطر مُصیبت اُٹھانا کُچھ معنی رکھتا ہے۔ اگر کسی کو ستا کر خود دُکھ اُٹھایا تو یہ خُدا کو پسندیدہ نہیں۔ بعض اوقات پے در پے مُصیبتوں کی بھرمار ہوتی ہے اور اسی کو مُصیبتوں کا دریا کہا گیا ہے۔ خُدا کے نیک بندے خُدا کی طرف سے طاقت و تقویّت حاصل کر کے اُن کو مسیحی طبیعت صبر اور بُردباری سے برداشت کرتے رہتے ہیں۔ وُہ اپنے خُداوند سے مُنحرف نہیں ہو جاتے بلکہ اس کے برعکس وُہ اُس کے قریب تر آجاتے ہیں حتّٰی کہ اُس کے ساتھ ایک ہو جاتے ہیں۔ پولُس کہتا ہے "اس لئے مَیں مسیح کی خاطر کمزوریوں میں۔ بے عزّتیوں میں۔ احتیاجوں میں۔ ستائے جانے میں۔ تنگیوں میں خُوش ہُوں کیونکہ جب مَیں کمزور ہوتا ہُوں اُسی وقت زور آور ہوتا ہُوں۔"
(۲ کرنتھی ۱۲: ۱۰) ✢

اٹھائیسواں روز

اپنی آنکھوں کے شہتیر پر نظر رکھنا

"تو کیوں اپنے بھائی کی آنکھ کے تنکے کو دیکھتا ہے اور اپنی آنکھ کے شہتیر پر غور نہیں کرتا"؟ (متی ۷: ۳)

بعض لوگ ایسے ہیں جو خدا کی اس خوبصورت دنیا میں رہتے ہیں۔ ہر روز ایسے لوگوں سے ملتے ہیں جن کی زندگیاں خوبیوں اور نیکیوں کی وجہ سے روشن ہوتی ہیں۔ وہ گویا درخشاں ستاروں کی مانند لوگوں کے درمیان رہتے اور زندگی بسر کرتے ہیں لیکن وہ لوگ محض لوگوں کے نقائص ہی پر غور کرتے ہیں جو اُن کو شہتیر کی مانند بڑے اور وزنی معلوم ہوتے ہیں درحالیکہ وہ ہوتے ہیں تنکے کی مانند فقط چھوٹے اور ہلکے۔ اور خود اُن کے اپنے قصور اور نقص اس قدر بڑے ہوتے ہیں کہ وہ درحقیقت شہتیر کی مانند اُن کی آنکھوں میں سما کر اُن کی بینائی کو خراب کر دیتے ہیں۔

خداوند مسیح ایسے ہی لوگوں کو نصیحت کرتے ہوئے اپنے پہاڑی وعظ میں فرماتے ہیں کہ "پہلے اپنی آنکھ کے شہتیر پر غور کر پھر اپنے بھائی کی آنکھ کے تنکے کو دیکھ"۔ اکثر اوقات ہم میں یہ بدعادت پیدا ہو جاتی ہے کہ ہر ایک کی عیب جوئی کرتے ہیں اور ایسا کرنے میں لطف آتا ہے۔ لیکن کلام میں آیا ہے کہ "عیب جوئی نہ کرو کہ تمہاری بھی عیب جوئی نہ کی جائے"۔ سلیمان کہتا ہے "غیبت کرنے والا دوستوں میں جدائی پیدا کرتا ہے"۔ ہم مسیحیوں کو تو کہا گیا ہے کہ "مبارک ہیں وہ لوگ جو صلح کراتے ہیں کیونکہ وہ خدا کے بیٹے کہلائیں گے"۔ ہمارا خداوند مسیح صلح کا شہزادہ ہے لہٰذا لازم ہے کہ

اُس کے پیرو صُلح کرانے والے ہوں نہ کہ دوستوں میں جُدائی پیدا کرنے والے۔

اگر ہمارے دِلوں میں اپنے ہم جنسوں کے لئے محبت ہو تو پھر اس کا کوئی خدشہ نہ ہوگا کہ ہم اَوروں کی عیب جوئی کریں۔ کیونکہ "محبت سب خطاؤں کو ڈھانپ لیتی ہے"۔ (امثال ۱۰: ۱۲)۔ اگر بالفرض کوئی آپ کے خلاف کچھ کہے بھی یا آپ کو کسی سے کوئی شکایت ہو تو لکھا ہے "اُسے خِلوت میں لے جا اور وہاں اُس سے بات چیت کر"۔ اگر ہم ایک نتھی ۱۳ باب کو ازبر کر کے اُسے اکثر دُہرایا کریں تو حقیقی مسیحی زندگی بسر کرنے میں ضرور فائدہ ہوگا۔

اُنتیسواں روز

رُوحانی عظمت

"جو جسمانی ہیں وُہ خُدا کو خُوش نہیں کر سکتے"۔ (رُومی ۸: ۹)۔

"تم اُس کی رُوح سے اپنی باطنی انسانیت میں زور آور ہو جاؤ"۔

(افسی ۳: ۱۶)

رُوحانیت کے اعلےٰ مدارج پر پہنچنے کے لئے ہم کو خُدا کے مکتب میں تعلیم پانا اور اسباق حاصل کرنا ہے۔ محنت و مشقت کو برداشت کرنا، اور ہر قسم کے مصائب سے دوچار ہونا ہے۔ انواع و اقسام کے فرائض ہیں جو خُدا اور انسان سے متعلق ہیں ان کو ادا کرنا ہے۔ اپنے مزاج اور طبیعت پر قابو پانا، یعنی ہر طرح سے اپنے اُوپر غلبہ حاصل کرنا ہے۔ لکھا ہے کہ "اُس کے وسیلہ سے جس نے ہم سے محبت رکھی ہم کو فتح سے بھی بڑھ کر غلبہ حاصل ہوتا ہے"۔

اگر ہم اپنے خُداوند کی زندگی پر غور کریں تو معلوم ہو جائیگا کہ آپ کی زندگی بچپن ہی سے محنت و مشقت کی زندگی تھی۔ جب آپ نے اپنی دینی خدمت کا آغاز کیا تو آپ کو پیادہ پا پھرنا پڑتا تاکہ خُدا کی بادشاہی کی منادی کریں اور بنی نوعِ انسان کی خدمت کریں۔ بھوک اور پیاس نے بارہا آپ کو ستایا ہوگا۔ آخرکار آپ کو ذلت اور بے عزتی برداشت کرنا پڑی۔ کوڑے کی مار کھائی۔ کانٹوں کا تاج آپ کے مُبارک سر پر رکھا گیا۔ گتسمنی باغ میں آپ کا پسینہ خُون ہو کر بہا۔ آپ نے صلیبی موت گوارا کی اور اپنی جان بُہتوں کے لئے فدیہ میں دی۔

ان سب دُکھوں کو برداشت کرنے کے بعد آپ اپنے باپ کے جلال میں

دوبارہ داخل ہو گئے ۔ ہم کو بھی آپ کے دُکھوں میں شریک ہونا ہے ۔ ہم سے وعدہ کیا گیا ہے کہ ہم آپ کے جلال میں بھی شامل ہونگے ۔ پولُس کہتا ہے کہ " اس دُنیا کے دُکھ درد اِس قابل نہیں کہ اُس جلال کے سامنے کچھ حقیقت رکھ سکیں "۔ سونا آگ میں ڈال کر تپایا جاتا ہے اور تب اُس کی ساری نجاست دُور ہو جاتی ہے اور وُہ خالص کُندن بن جاتا ہے ۔ مسیحی کو بھی مصیبت کی آگ میں سے گُذرنا ہے تاکہ اُس کی تمام ناپاکی جل بُھن کر خاک سیاہ ہو جائے ۔ پولُس رُومیوں کے خط میں کہتا ہے جسمانی نیّت موت ہے پر رُوحانی نیّت زندگی اور اِطمینان ہے "۔ خُداوند مسیح کو ہر وقت اپنی آنکھوں کے سامنے رکھنا چاہیئے تاکہ ہم پولُس کے ہمنوا ہو کر کہہ سکیں " جینا میرے لئے مسیح ہے اور موت نفع " اور اسی کا نام رُوحانی عظمت ہے ۔

تیسواں روز

دوستوں کا انتخاب اور دوستی کو نبھانا

"ایسا دوست بھی ہے جو بھائی سے زیادہ محبت رکھتا ہے" ۔ (امثال ۱۸: ۲۴)

"غصہ ور آدمی سے دوستی نہ کر اور غضبناک آدمی کے ساتھ نہ جا۔ مبادا تو اُس کی روشیں سیکھے اور اپنی جان کو پھندے میں پھنسائے" (امثال ۲۲: ۲۴ و ۲۵)

دوست خدا کی طرف سے برکت ہوتے ہیں اور انہیں برکت سمجھ کر اُن کی قدر کرنی چاہیئے۔ لیکن دوست دوست میں تمیز کرنے کی ضرورت ہے مُسرف بیٹے کی تمثیل سے صاف عیاں ہے کہ جب تک انسان کے پاس مال و دولت ہوتی ہے تب تک وُہ ایسے لوگوں سے گھرا رہتا ہے جو محض کھاؤ ہوتے ہیں جیسی جلد روپیہ پیسہ ختم ہُوا وُہ بھی کافور ہو گئے۔ اور ہمارا روز کا مشاہدہ بھی یہی ہے پس ایسے لوگوں سے تو احتراز کرنا ہی بہتر ہے۔

داؔؤد اور یونتنؔ کی دوستی کا حال ملاحظہ فرمایئے۔ وُہ ایک دُوسرے کے مخلص دوست تھے۔ اور اُن کی محبت اور وفاداری کی مثال مُشکل ملتی ہے۔ ہم کو چاہیئے کہ ہم سب سے بیشتر اپنے خاندان کے شرکاء کے ساتھ دوستانہ تعلقات پیدا کریں۔ اُن سے محض محبت رکھنا ہی کافی نہیں۔ دوستی کا ہونا ازبس ضروری ہے دوستیاں تو آسانی سے قائم کر لی جاتی ہیں لیکن اُن کو نبھانا ذرا ٹیڑھی کھیر ہے دوستوں کے درمیان ایسی محبت کا ہونا لازم ہے جس کا ذکر پولُس نے ۱۔کرنتھی ۱۳ باب میں کیا ہے۔ دوستوں میں بعض اوقات صبر و برداشت کی ضرورت ہوتی ہے۔ دوست کی بات کا یقین کرنا پڑتا ہے۔ محبت بے ریا اور مخلص ہونی چاہیئے۔ ایک فارسی شاعر کہتا ہے۔ ؎

دوست آں باشد کہ گیرد دستِ دوست
در پریشاں حالی و درماندگی

یعنی دوست وُہ ہوتا ہے جو پریشاں حالی اور ماندگی میں دوست کا ہاتھ پکڑتا اور ساتھ دیتا ہے۔ سلیمانؑ کہتا ہے کہ ایسے شخص کو دوست نہ بنانا جو غُصّہ وَر اور غضبناک ہو مُبادا تُو بھی پھندے میں پھنس جائے یعنی اُس کی روِشیں سیکھ کر مُصیبت میں پڑ جائے ۱۔ کرنتھی ۱۵: ۳۳ میں مندرج ہے کہ "بُری صحبتیں اچھّی عادتوں کو بگاڑ دیتی ہیں"۔ بدمزاج اور خودغرض انسان کی دوستی سے چنداں فائدہ نہیں۔ نیک اور مخلص دوستی سے زندگی کو راحت و فرحت پہنچتی ہے اور اُس کا لُطف دوبالا ہو جاتا ہے ؛

اکتیسواں روز

اپنے مُلک کے لئے دُعا اور حُکّام کی عزّت و تابعداری

"خُداوند کی خاطر انسان کے ہر انتظام کے تابع رہو۔ بادشاہ کے اس لئے
کہ وُہ سب سے بزرگ ہے اور حاکموں کے اس لئے کہ وُہ بدکاروں کی سزا
اور نیکوکاروں کی تعریف کے لئے اُس کے بھیجے ہُوئے ہیں" (۱۔ پطرس ۲: ۱۳)

اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم اپنے مُلک میں امن وامان کے ساتھ زندگی بسر کریں تو چاہیئے کہ ہم اپنے مُلک اور حُکّام کے لئے متواتر دُعا کیا کریں بالخصوص ان دِنوں میں جبکہ ہر جگہ جھگڑا اور فساد نظر آتا ہے۔ قوم قوم پر حملہ آور ہوتی ہے۔ لالچ حرص و طمع کی آگ ہر جگہ شعلہ زن ہے اور خود غرضی حد سے زیادہ بڑھی ہُوئی ہے۔

ہمارے حاکم بھی تو آخر انسان ہی ہیں۔ اُن سے بھی غلطی ہونے کا امکان ہے۔ چاہیئے کہ ہم ہر روز بلاناغہ اُن کے لئے دُعا کریں تاکہ خُدا اُنہیں عقل وفہم عطا فرمائے اور وہ خُدا ترسی اور حکمت سے سب کاموں کا انتظام کریں۔ جو خدمت اُن کے سپرد ہُوئی ہے وُہ اُسے ایمانداری کے ساتھ انجام دیں تاکہ خلقِ خُدا کا بھلا ہو۔ اور مُلک کے لوگوں کے درمیان صُلح وسلامتی قائم ہو۔ حُکّام کی تابعداری کرنا ہم پر فرض ہے تاکہ انتظام میں کسی قسم کا خلل واقع نہ ہو۔

پھر ہم اپنے سکولوں کالجوں اور دیگر درسگاہوں کے لئے بھی دُعا کریں تاکہ ہمارے نوجوانوں کی ایسی تعلیم و تربیت ہو جو خُدا کی مرضی کے مطابق ہو اور وُہ بہترین شہری بن سکیں۔ اور ایک دُوسرے کی مدد کے لئے ہر وقت مستعد ہوں اور مُلک کے مُفلسوں اور ناداروں پر رحم و کرم کی نظر کریں۔

جب کسی قوم کے تمام افراد جُداگانہ اپنے فرائض کو پہچان کر خدا سے ہدایت و رہنمائی کے لئے درخواست کریں گے اور اُس کی مدد و طاقت حاصل کرلینگے تو تمام قوم کی حالت بدل جائیگی۔ تفرقہ و فساد دُور ہو جائینگے۔ اور اگر دیگر اقوام بھی یہی رویہ اختیار کریں تو صفحۂ ہستی سے جنگ و جدل کا خیال ہی مفقود ہو جائیگا۔ اُس وقت انسان اپنی تجاویز یا عقل پر تکیہ کرنے کے عوض خداوند تعالےٰ پر توکّل کریگا۔ اور خُدا بھی اُن کی دُعاؤں اور التجاؤں پر کان لگائیگا اور تمام لڑائیاں ختم ہو جائینگی اور یہ دُنیا بہشتِ بریں کا نمونہ بن جائیگی ؛

Printed at the P.R.B.S. Press
and Published by
Mr. V.S.K. Fazal, Secretary,
Punjab Religious Book Society,
Anarkali, Lahore.